جلد:01 | شمارہ:02

دسمبر 2021ء | ربیع الآخر 1443ھ
جمادی الاولیٰ

آمدِ مصطفےٰ سے متعلق بشارتیں 08
مسلمان بیوی 15
ماں کی خدمت 22
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل 26
ناشکری 29
پہیلیا 38

ویب
ایڈیشن

دُرُودِ تاج کے 7 فوائد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَ الْوَبَآءِ وَ الْقَحْطِ وَ الْمَرَضِ وَ الْاَلَمِ ط اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ ط سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ط جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَ الْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ ط وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَ الْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَ الْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَ قَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَ الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَ الْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَ الْغُرَبَآءِ وَ الْمَسَاکِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ط یٰۤاَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

(1) جو شخص عروجِ ماہ (یعنی چاند کی پہلی سے چودھویں تک) شبِ جمعہ میں بعد نمازِ عشا باوضو پاک کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ایک سو ستر بار اس دُرُودِ پاک کو پڑھ کر سو رہے، گیارہ شب مُتواتر (یعنی بلاناغہ) اسی طرح کرے اِن شآءَ اللہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے مشرّف ہو گا (2) سحر و آسیب جن و شیطان کے دفع کیلئے اور چیچک کے لئے 11 بار پڑھ کر دَم کرے اِن شآءَ اللہ فائدہ ہو گا (3) قلب کی صفائی کے لئے ہر روز بعد نمازِ صبح ساٹھ بار اور بعد نمازِ عصر تین بار اور بعد نمازِ عشا 3 بار وِرْد رکھے (4) دشمنوں، ظالموں، حاسدوں اور حاکموں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اور غم و غربت دور ہونے کے لئے چالیس شب متواتر (یعنی بلاناغہ) بعد نمازِ عشا 41 بار پڑھے (5) روزی میں بَرَکت کے لئے سات بار بعد نمازِ فجر ہمیشہ وِرد رکھے (6) اگر حامِلہ پر خَلَل (یعنی تکلیف) ہو تو سات دن برابر سات مرتبہ پانی پر دَم کر کے پلائے (7) واسطے مواصلتِ طالِب و مطلوب (جائز محبت مثلاً میاں بیوی میں محبت) اور ہر مقصود کے لئے آدھی رات کے بعد باوُضو چالیس بار صِدْق ویقین کے ساتھ پڑھے اِن شآءَ اللہ مطلوبِ دلی حاصل ہو گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص 175 مکتبۃ المدینہ)

(ویب ایڈیشن)

ماہنامہ خواتین

حمد و نعت

معجزاتِ انبیا
حضرت ھود علیہ السلام 10

فیضانِ سیرتِ نبوی
آمدِ مصطفےٰ سے متعلق بشارتیں 08

ایمانیات
عقیدہ توحید 07

قرآن و حدیث
حیا ایمان سے ہے 05

قرآن و حدیث
وما ارسلنک 03

خاندان میں عورت کا کردار
اولاد کی تربیت اور آج کل کے والدین 19

معاشرے میں عورت کا کردار
بیوی کا کردار 17

اسلام اور عورت
مسلمان بیوی 15

فیضانِ امیرِ اہلسنت
ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت 13

فیضانِ اعلیٰ حضرت
شرح سلامِ رضا 11

شرعی رہنمائی
رسم و رواج 27

شرعی رہنمائی
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل 26

امورِ خانہ داری کے متعلق مدنی پھول
سلائی کڑھائی 24

بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات
ماں کی خدمت 22

ازواجِ انبیا
بی بی حوا رضی اللہ عنہا 20

مدنی کلینک
پیلیا 38

تحریری مقابلہ
ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا سلسلہ 31

اخلاقیات
غلط فہمی 30

اخلاقیات
ناشکری 29

شرعی رہنمائی
شکر 28

معلوماتِ عامہ
مدنی خبریں 40

شرعی تفتیش: مولانا عبد الماجد عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے

اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر بھیجئے:

mahnamahkhawateen@dawateislami.net 0348-6422931

پیش کش: شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات / شعبہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔
(فردوس الاخبار، 1 / 422، حدیث: 3149)

حمد

تو ہی مالک بحر و بر ہے یا اللہ یا اللہ

تو ہی مالک بحر و بر ہے یا اللہ یا اللہ
تو ہی خالق جن و بشر ہے یا اللہ یا اللہ

تو ابدی ہے تو ازلی ہے تیرا نام علیم وعلی ہے
ذات تری سب سے برتر ہے یا اللہ یا اللہ

خلقت جب پانی کو ترسے رِم جھم رِم جھم برکھا برسے
ہر اِک پر رحمت کی نظر ہے یا اللہ یا اللہ

وصف بیاں کرتے ہیں سارے سنگ و شجر اور چاند ستارے
تسبیح ہر خشک و تر ہے یا اللہ یا اللہ

تیرا چرچا گلی گلی ہے ڈالی ڈالی کلی کلی ہے
واصف ہر اک پھول و ثمر ہے یا اللہ یا اللہ

رات نے جب سر اپنا چھپایا چڑیوں نے یہ ذکر سنایا
نغمہ بار نسیم سحر ہے یا اللہ یا اللہ

بخش دے تو عطار کو مولیٰ واسطہ تجھ کو اس پیارے کا
جو سب نبیوں کا سرور ہے یا اللہ یا اللہ

وسائلِ بخشش (مرمم)، ص 92

از امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

نعت

سچی بات سکھاتے یہ ہیں

سچی بات سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں

رب ہیں معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

نزع روح میں آسانی دیں
کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

مرقد میں بندوں کو تھپک کر
میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

ماں جہاں اکلوتے کو چھوڑے
آ آ کہہ کر بلاتے یہ ہیں

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں
کون بنائے بناتے یہ ہیں

کہہ دو رضا سے خوش ہو خوش رہ
مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

حدائقِ بخشش، ص 481

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ تفسیر | بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ اُمِّ عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

قرآنِ کریم میں جہاں رُشد و ہدایت کے پروانے عام ہیں وہیں جابجا نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کمالات و اوصاف، آپ کی صفات اور نعتوں کے جلوے عاشقانِ رسول کے دل و دماغ کو جلا بخشتے بھی دکھائی دیتے ہیں، زیرِ نظر آیتِ کریمہ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۱۰۷) (پ17، الانبیاء:107) بھی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعت اور آپ کی ایک خاص صفت پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: اس آیتِ کریمہ نے حضور علیہ السّلام کی نعت کے وہ پھول کھلائے ہیں جس سے دماغِ ایمان معطر ہو گیا، حضور علیہ السّلام کو ربِّ کریم نے بے شمار صفات عطا فرمائی ہیں، ان میں سے ایک صفت رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن (بھی) ہے۔ اس خاص صفت کا اس آیت میں ذکر ہے۔[1]

حق نے انہیں رحمت کہا اور شافعِ عصیاں کیا
رتبہ میں وہ سب سے سوا ہیں ختم ان سے انبیا

حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کیلئے بھی آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اس کے دنیوی عذاب کو مؤخّر کر دیا گیا۔[2]

امام فخرُ الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں: جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمام عالمین کیلئے رحمت ہیں تو واجب ہوا کہ آپ تمام عالمین سے بھی افضل ہوں۔[3]

علامہ بیضاوی رحمۃُ اللہِ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سارے جہان کے لئے رحمت ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لے کر تشریف لائے ہیں یہ تمام جہان کے لوگوں کے لئے سعادت اور ان کی زندگی و آخرت کی بہتری کا موجب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا غیر مسلموں کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ نے ان کو زمین میں دھنس جانے، چہروں کے بگڑنے اور اچانک آنے والے عذاب سے امان عطا فرما دی۔[4]

صاحبِ روحُ البیان رحمۃُ اللہِ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تمام جہانوں کیلئے خواہ وہ عالَمِ ارواح ہوں یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول (عقلمند) ہوں یا غیر ذوی العقول (بے عقل) سب کیلئے مطلق، تام، کامل، عام، شامل اور جامع رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو تمام عالمین کے لئے رحمت ہو تو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔[5]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ اسی آیتِ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: عالَم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں، جس میں

انبیا و ملائکہ سب داخل ہیں تو لاجَرَم (یعنی لازمی طور پر) حضور پُر نور، سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان سب پر رحمت و نعمتِ ربُّ الارباب ہوئے اور وہ سب حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی سرکارِ عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب، اس لئے اولیائے کاملین، عُلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں: ازل سے ابد تک، ارض و سما میں، اولیٰ و آخرت میں، دین و دنیا میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی، سب حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ [6]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن بنا کر بھیجے گئے ہیں اور مومنین پر بالخصوص مہربان ہیں، رؤفٌ رحیم ہیں، ان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے، ان کی بھلائیوں پر حریص ہیں، جیسا کہ قرآنِ عظیم ناطق: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۲۸) (پ11، التوبۃ:128) ترجمۂ کنز الایمان: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پ26، محمد:19) ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ [7]

رحمتِ عیسیٰ اور رحمتِ مصطفےٰ میں فرق

یوں تو اللہ پاک کے تمام رُسل و انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام رحمت ہیں، لیکن اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عین رحمت ہیں، جیسا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا: میں ایسی رحمت ہوں جس کے سبب لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ [8] لہٰذا اسی مناسبت سے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رحمت میں فرق ذکر کیا جاتا ہے: اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: رَحْمَةً مِّنَّا (پ16، مریم:21) (ترجمۂ کنز الایمان: اپنی طرف سے ایک رحمت) جبکہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حق میں ارشاد فرمایا: وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۱۰۷) (پ17، الانبیاء:107) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

ان دونوں کی رحمت میں بڑا عظیم فرق یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے رحمت ہونے کو حرفِ مِنْ کی قید کے ساتھ ذکر فرمایا اور یہ حرف کسی چیز کا بعض حصہ بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں جو آپ پر ایمان لائے اور اس کتاب و شریعت کی پیروی کی جو آپ لے کر آئے اور ان کی رحمت کا یہ سلسلہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبعوث ہونے تک چلا، پھر آپ کا دین منسوخ ہونے کی وجہ سے اپنی اُمّت پر آپ کی رحمت کا سلسلہ ختم ہوگیا، جبکہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں مطلق طور پر تمام جہانوں کے لئے رحمت ہونا بیان فرمایا، اسی وجہ سے عالمین پر آپ کی رحمت کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا، دنیا میں کبھی آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا اور آخرت میں ساری مخلوق یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شفاعت سے حصہ پائیں گے۔ [9]

خدا نے جس کے سر پر تاج رکھا اپنی رحمت کا
دُرُود اُس پر ہو وہ حاکم بنا مُلکِ رِسالت کا

---

1 شانِ حبیب الرحمن من آیات القرآن، ص131 ملخصاً 2 تفسیر خازن، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:107، 3/297 3 تفسیر کبیر، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 253، 2/521 4 تفسیر بیضاوی، پ17، الانبیاء، تحت الایۃ:107، 4/111 5 تفسیر روح البیان، الانبیاء، تحت الآیۃ:107، 5/528 ملخصاً 6 فتاویٰ رضویہ، 30/141 7 فتاویٰ رضویہ، 24/674-675 8 مصنف ابن ابی شیبہ، 7/441، حدیث: 144 9 تفسیر روح البیان، پ17، الانبیاء: تحت الآیۃ:107، 5/528

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز گلشن کالونی واہ کینٹ

حیا ایمان سے ہے

یقیناً اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں حیا کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی اہمیت کو نہ صرف اپنے اقوال میں بیان فرمایا بلکہ عملی نمونہ بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ،

حضرت امام مسلم (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی جلیل القدر کتاب مسلم شریف میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اس حوالے سے یہ فرمانِ عالیشان نقل فرمایا ہے: اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ یعنی حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔[1]

علامہ بدرُ الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حیا کو ایمان کا حصہ اس لیے کہا گیا ہے کہ حیا اچھے اعمال کی طرف ابھارتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔ حیا اگرچہ فطرت میں شامل ہوتی ہے۔ مگر بسا اوقات تکلفاً جد و جہد سے حیا اختیار کی جاتی ہے لیکن اسے شریعت کے مطابق استعمال کرنے کے لیے کوشش اور نیت کی حاجت ہوتی ہے، اسی لیے یہ ایمان کا حصہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو خصوصی طور پر حیا کو ذکر کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حیا ایمان کے تمام شعبوں کی طرف بلاتی ہے کہ حیا دار بندہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے خوف سے اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا اور اَحکامِ الٰہی بجالاتا ہے۔[2]

حیا کسے کہتے ہیں؟ حیا وہ عادت ہے جو برے کام چھوڑنے پر ابھارتی اور حق دار کا حق دینے میں کوتاہی سے منع کرتی ہے۔[3]

حیا کی قسمیں حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حیا کی دو قسمیں ہیں: (1) لوگوں کے معاملے میں حیا (2) اللہ پاک کے معاملے میں حیا۔ لوگوں کے معاملے میں حیا کا مطلب یہ ہے کہ تُو اپنی نظر کو حرام کردہ اشیا سے بچا اور اللہ پاک کے معاملے میں حیا سے مراد یہ ہے کہ تُو اس کی نعمت کو پہچان اور اس کی نافرمانی سے بچ۔[4]

شرعی حیا کی حقیقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شرعی حیا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ پاک کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو کر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے، حیا نہیں۔[5]

شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: حیا ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتا ہے۔ حیا ہی کی بدولت انسان برے کاموں سے خود کو بچاتا ہے۔ کسی بزرگ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: جب گناہ کرتے ہوئے تجھے آسمان و زمین میں کسی سے شرم و حیا نہ آئے تو اپنے آپ کو چوپایوں یعنی جانوروں میں شمار کرنا۔[6]

عورت اور حیا حیا عورت کی زینت اور اس کا حُسن ہے۔ حیا عورت کا وقار ہے اور اس کا وہ زیور ہے جس کی چمک کبھی ماند نہیں پڑتی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا فرمانے والے تھے۔[7] اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ باحیا ہونا عورت کا ایک خاص وصف ہے۔

عورت کے لئے حیا اور پردے کا حکم کسی اور کا دیا ہوا نہیں،

بلکہ پروردگارِ عالم کا دیا ہوا ہے اور یقیناً اسی میں عورت کی عزت وعصمت کا تحفظ ہے۔ تفسیر صراط الجنان میں ہے: دینِ اسلام میں عورت کو گھر میں ٹھہری رہنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس سے مقصود یہ ہرگز نہیں کہ دینِ اسلام عورتوں کے لئے یہ چاہتا ہے کہ جس طرح پرندے پنجروں میں اور جانور باڑے میں زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح عورت بھی پرندوں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرے، بلکہ اسے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں اس کی عزت وعصمت کا تحفظ زیادہ ہے۔ موتی جب تک سیپ کے اندر رہتا ہے، محفوظ رہتا ہے، اسی طرح عورت جب تک پردے میں رہتی ہے، ہَوس پسندوں کی نظروں سے محفوظ رہتی ہے۔ حیا اور پردہ ہی عورت کو بری نظر اور فتنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ باحیا اور باپردہ عورت کو اسلامی معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس کے برعکس بے حیا اور بے پردہ عورت کی عزت دار معاشرے میں کوئی قدر نہیں ہوتی، لوگ اسے اپنی ہَوَس بھری نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کی نظر میں اس کی حیثیت نفس کی خواہش اور ہوس پوری کرنے کا ذریعہ ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔[8] اسی بے حیائی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں عورت کی عزت محفوظ ہے نہ ہی چھوٹی بچیوں کی اور پھر یہ تو صرف دنیاوی انجام ہے، آخرت میں ملنے والی بے حیائی کی سزا اس کے مقابلے میں کئی گُنا زیادہ دردناک و عبرتناک ہے۔ چنانچہ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا (بلکہ وہ میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) (1) وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ (2) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود بے لباس ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے آتی ہوگی۔[9] مذکورہ حدیث پاک کے اس حصے لباس پہننے کے باوجود بے لباس ہوں گی، کے تحت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اپنے بدن کا کچھ حصہ چھپائیں گی اور کچھ حصہ ظاہر کریں گی تاکہ ان کا حسن وجمال ظاہر ہو یا اتنا باریک لباس پہنیں گی جس سے ان کا جسم ویسے ہی نظر آئے گا تو یہ اگرچہ کپڑے پہنے ہوں گی لیکن درحقیقت بے لباس ہوں گی۔ حدیث کے اس حصے مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، کی وضاحت میں فرماتے ہیں: یعنی لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی یا دوپٹہ اپنے سر سے اور برقعہ اپنے منہ سے ہٹا دیں گی تاکہ ان کے چہرے ظاہر ہوں یا اپنی باتوں یا گانے سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔ حدیث کے اس حصے ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، کے تحت لکھتے ہیں: اس جملے کی تشریحات تو بہت ہیں لیکن بہتر تشریح یہ ہے کہ وہ عورتیں راہ چلتے وقت شرم سے سر نیچا نہ کریں گی بلکہ بے حیائی سے اونچی گردن سر اٹھائے ہر طرف دیکھتی لوگوں کو گھورتی چلیں گی، جیسے اونٹ کے تمام جسم میں کوہان اونچی ہوتی ہے ایسے ہی ان کے سر اونچے رہا کریں گے۔[10]

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو شرم و حیا کی لازوال دولت سے حصہ عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

---

(1) مسلم، ص35، حدیث:153 (2) عمدۃ القاری، 1/202، تحت الحدیث: 9 ملتقطاً (3) شرح نووی، 2/6 (4) باحیا نوجوان، ص10 بحوالہ تنبیہ الغافلین، ص258 (5) مراٰۃ المناجیح، 6/637 (6) باحیا نوجوان، ص58 ملخصاً (7) بخاری، 4/131، حدیث:6119 (8) تفسیر صراط الجنان، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:33، 8/20 ملخصاً (9) مسلم، ص1177، حدیث:906 (10) مرقاۃ المفاتیح، 7/83-84، تحت الحدیث:3524، ملخصاً)

عقیدۂ توحید

سلسلہ ایمانیات
بنتِ فیاض عطاریہ مدنیہ
ناظم آباد کراچی

دینِ اسلام میں عقیدۂ توحید یعنی اللہ پاک کو ایک ماننا پہلا اور بنیادی رکن ہے۔ یہ عقیدہ ہی خیر و شر اور کفر و اسلام کے درمیان حدِّ فاصل اور کسوٹی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ ربُّ العزت کی توحید کو اس کے تمام تر تقاضوں کے ساتھ سمجھا اور جانا تو وہ دنیاو آخرت کی فوز و فلاح سے ہمکنار ہوئے اور جنہوں نے ذاتِ باری تعالیٰ کا انکار کیا یا اللہ پاک کی ذات و صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہرایا وہ بھی تباہی و بربادی کا شکار ہوئے۔

توحید کیا ہے؟ توحید کا معنیٰ ہے: اللہ کریم کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اور صِفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ ہے ویسا ہم کسی کو نہ مانیں اگر کوئی اللہ پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصوُّر کرتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔ عِلْم، سَمع، بَصر وغیرہ اللہ پاک کی صِفات ہیں ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے والا مشرک ہے۔[1]

قرآن اور عقیدۂ توحید قرآنِ مجید میں جا بجا انتہائی تاکید کے ساتھ انسان کو عقیدۂ توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی اور شرک وبُت پرستی سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ کئی آیاتِ مقدسہ اللہ پاک کی وحدانیت کی واضح دلیل ہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ (پ15، بنی اسرائیل:23) ترجمۂ کنزالعرفان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ایک مقام پر فرمایا: اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (پ16، طٰہٰ:14) ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ ایک جگہ فرمایا: وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (پ2، البقرۃ:163) ترجمۂ کنزالعرفان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑی رحمت والا، مہربان ہے۔ سورۂ ہود کی دوسری آیت میں فرمایا: اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌۙ (پ11، ہود:2) ترجمۂ کنزالعرفان: کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ بیشک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی کی خبریں دینے والا ہوں۔ پھر سورۂ انبیاء میں ارشاد فرمایا: قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پ17، انبیاء:108) ترجمۂ کنزالعرفان: تم فرماؤ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟ ایک جگہ فرمایا: لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَاۚ (پ17، الانبیاء:22) ترجمۂ کنزالعرفان: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔

کوئی نہ اس کا ہمتا ہے اللہ پاک مَالِکُ الْمُلْک یعنی سب سے بڑا بادشاہ ہے، وہ جو چاہے جب چاہے جیسے چاہے اپنی مرضی سے کرتا ہے کسی کا اس پر قبضہ یا تسلط نہیں ہے اور کوئی اس کے ارادے سے اُسے پھیر نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، وہ سارے جہانوں کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ وہ کبھی تھکتا ہے نہ اداس ہوتا ہے، اس کے سوا کوئی بھی اس کائنات کی حفاظت کرنے والا نہیں، وہ سب سے زیادہ برداشت کرنے والا، خیال رکھنے والا اور ماں باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، اس کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا چین ہے، ساری شانیں اور عظمتیں صرف اسی کے لیے ہیں۔[2]

---

(1) مقالاتِ کاظمی، 3/19 ملخصاً (2) بہار شریعت، حصہ 1، 1/22 ماخوذاً

بنتِ شوکت عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ فیضانِ ابوہریرہ کراچی

آمدِ مصطفےٰ سے متعلق بشارتیں

اللہ پاک نے اپنے محبوب و آخری نبی کی بعثت سے پہلے ہی ان کے چرچے بلند فرما دیئے، بلکہ اللہ پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذکر حضرت آدم اور بعد والے انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے فرماتا رہا، تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے نبیوں سے بشارتِ ظہورِ مصطفےٰ سنتی رہیں۔[1] **انبیائے کرام کے سامنے ذکرِ رسالت** اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا۔[2] **کتبِ سابقہ میں تذکرہ** وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔[3] **بزبانِ جبریل پیشگوئی** جب اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے رخصت کرنے کا حکم دیا اور وہ انہیں اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السّلام کو لے کر روانہ ہوئے تو مکہ کی سرزمین پر پہنچ کر جبریل علیہ السّلام نے عرض کی: یہاں ٹھہر جائیں اسی جگہ اللہ پاک آپ کے فرزند اسماعیل کی اولاد سے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مبعوث فرمائے گا۔[4] **بزبانِ عیسیٰ بشارت** اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔[5] **حضرت داوٗد پر وحی** اللہ پاک نے حضرت داوٗد علیہ السّلام پر وحی فرمائی کہ تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی مبعوث ہوں گے جن کا نام احمد، محمد اور صادق ہے نہ ان پر کبھی میرا غضب ہوگا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کریں گے، میں ان کے سبب اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کروں گا، ان کی اُمّت اُمّتِ مرحومہ ہے۔[6] **حضرت اشعیاء پر وحی** اللہ پاک نے اپنے نبی حضرت اشعیاء علیہ السّلام پر وحی فرمائی کہ میں نبی اُمّی کو مبعوث کرنے والا ہوں جن کے ذریعے میں بہرے کان، بند دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا، ان کی جائے پیدائش مکہ اور مقامِ ہجرت مدینہ ہے، شام ان کی حکمرانی میں ہوگا۔[7]

پتھر کے کتبے پر تذکرۂ محمدی کے متعلق تحریر بیتُ اللہ کی تعمیر اس طرح رکھی گئی کہ اللہ پاک نے بیتُ المعمور کو نازل فرما کر کعبہ کی جگہ رکھوایا پھر اسے آسمان پر اٹھالیا اور اس جگہ حضرت آدم علیہ السّلام نے مکان تعمیر کیا جو طوفانِ نوح میں ڈوب گیا پھر حضرت ابراہیم نے اسے تعمیر کیا، جب بیتُ اللہ کو پہلی بار شہید کیا گیا تھا تو ایک پتھر کا کتبہ برآمد ہوا تھا، کسی شخص کو بلوا کر اس کی تحریر پڑھوائی گئی تو اس میں یہ مضمون لکھا تھا: وہ میرے

محبوب ہیں، ثابت قدمی والے ہیں، منتخب ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور دارِ ہجرت مدینہ ہے، جب تک ٹیڑھی قوم کو سیدھا نہ کرلیں گے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے، وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ کی گواہی دیں گے۔[8]

بعثتِ رسولِ عربی کے متعلق خواب حضرت عبدُ المطلب نے ایک طویل خواب میں دیکھا کہ ایک درخت نمودار ہوا جس کی چوٹی آسمان سے باتیں کرنے لگی، اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں، سورج کی روشنی سے بھی ستر گنا زیادہ روشن شعاعیں اس درخت سے نکل رہی تھیں، عرب و عجم اس کے سامنے جھکے ہوئے تھے۔ جب اس خواب کی تعبیر معلوم کی گئی تو انہیں بتایا گیا کہ آپ کی پشت سے ایک ہستی پیدا ہوگی جو شرق و غرب پر حکمرانی کرے گی اور خلقِ خدا اس کی پیروی کرے گی۔[9] اسی طرح حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ ہر طرف ایسی تاریکی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے، اچانک زمزم کے کنویں سے ایک نور نکل کر فضا میں بلند ہوا جس سے پہلے بیتُ اللہ روشن ہوا پھر پورا مکہ شریف منوّر ہوگیا، پھر وہ نور شہرِ مدینہ کی طرف بڑھا اور اسے بھی بقعۂ نور بنا دیا۔ میں نے اس خواب کا ذکر اپنے بھائی سے کیا جو پختہ رائے اور درست نتائج تک پہنچنے والا شخص تھا، اس نے کہا کہ یہ نور چونکہ زمزم سے نکلا ہے جو بنی عبدُ المطلب کے جدِّ امجد کا ہے، لہٰذا بنی عبدُ المطلب میں ایک عظیم ہستی کا ظہور ہونے والا ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی خواب کی برکت سے اللہ پاک نے مجھے اسلام عطا فرمایا۔[10]

بعثتِ نبوی کی پیشین گوئیاں بہت سے راہبوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی ان کے مبعوث ہونے کی پیشین گوئی کردی تھی جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بعثتِ نبوی سے پہلے یکے بعد دیگرے کئی راہبوں کے پاس رہے، ہر راہب اپنی موت کے وقت انہیں کسی دوسرے راہب کا پتا دیتا بالآخر ایک ایسے راہب کے پاس پہنچے جس نے بوقتِ موت کسی اور راہب کا پتا دینے کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بعثت کی پیش گوئی کرتے ہوئے ان کی جائے پیدائش، مقامِ ہجرت اور مہرِ نبوت وغیرہ کئی نشانیاں بتائیں اور کہا کہ اگر تلاشِ حق کا جذبہ ہے تو وہاں چلے جاؤ ان کے ظہور کا وقت قریب ہے۔[11] اسی طرح حضرت زید بن عمرو بن نُفَیل کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بعثتِ نبوی سے پہلے دینِ حق کی تلاش میں مقامِ موصل کے ایک یہودی کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ تم کہاں سے ہو؟ بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے تعمیر کردہ بیتُ اللہ سے۔ راہب نے آنے کا مقصد پوچھا تو بتایا: مجھے دینِ حق کی تلاش ہے۔ راہب نے کہا: واپس چلے جاؤ کیونکہ تمہارے اپنے ہی دیار میں اس صاحبِ دین نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی تمہیں تلاش ہے۔[12]

اہلِ کتاب کی زبان پر بعثتِ محمدی کے تذکرے حضور کی بعثت کے مدتوں سے منتظر یہود و نصاریٰ جنگ کے موقع پر بارگاہِ الٰہی میں آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بعثت کا واسطہ دے کر فتح و نصرت مانگتے اور اپنے حریفوں سے کہتے اب وقت آگیا ہے جب ہم نبیِ آخرُ الزماں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سایۂ عافیت میں تم سے نپٹیں گے۔[13] ٭ یہود و نصاریٰ کے باپ دادا مرتے وقت اپنی اولادوں کو یہ وصیت کر جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہمارا اسلام پہنچا کر عرض کرنا کہ ہم نے آپ کے انتظار میں جانیں دی ہیں اور اس جہان سے ایمان کے ساتھ گئے ہیں۔[14] ٭ حضرت عبدُ اللہ بن سلام (جو حضورِ اکرم کی بعثت سے پہلے) یہودیوں کے عالم اور ان میں شرف و بزرگی والے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کی اولاد میں سے تھے، گواہی دیتے ہیں کہ میں نے خدا کی کتاب توریت میں نبیِ آخرُ الزماں کی خوبیاں اور صفتیں دیکھی تھیں۔[15]
٭ حضرت کعبُ الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: توریت میں حضور کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ اللہ پاک کے رسول ہیں اور ان کے اُمّتی بہت حمد کرنے والے ہیں۔[16]

---

(1) خصائص کبریٰ، 1 / 56 (2) پ 3، اٰل عمران: 81 (3) پ 9، اعراف: 157 (4) سیرۃ حلبیہ، 1 / 72 (5) پ 28، الصف: 6 (6) خصائص کبریٰ، 1 / 26 (7) خصائص کبریٰ، 1 / 23 (8) وفا شریف، 1 / 118 ماخوذاً (9) وفا شریف، 1 / 70 ماخوذاً (10) وفا شریف، 1 / 70 (11) خصائص کبریٰ، 1 / 37 ماخوذاً (12) دلائل النبوۃ، 2 / 124 ماخوذاً (13) مدارج النبوت، 1 / 244، 245 ماخوذاً (14) مدارج النبوت، 1 / 245 (15) مدارج النبوت، 1 / 246 (16) حلیۃ الاولیاء، 5 / 433

معجزات

قومِ عاد کی زندگی حضرت نوح علیہ السّلام کے کئی برس بعد اللہ پاک نے قومِ عاد کو پیدا فرمایا اور اس قوم کو بہت سی سہولتیں اور آسانیاں بھی عطا فرمائیں، انہیں سلطنت کے علاوہ جسمانی طاقت بھی عطا فرمائی، مگر افسوس یہ قوم ایمان و عمل کے اعتبار سے پستی کا شکار تھی، بتوں کی پوجا کرنا، لوگوں کا مذاق اڑانا اور لمبی زندگی کی امید پر مضبوط محل بنانا ان کے معمولات میں شامل تھا۔ چنانچہ اس قوم کو حضرت ہود علیہ السّلام نے اللہ پر ایمان لانے اور برے کام چھوڑنے کی دعوت دی لیکن کم افراد ہی آپ علیہ السّلام پر ایمان لائے اور اکثر نے مخالفت کی۔ جب حضرت ہود علیہ السّلام کی کوششوں کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان پر تیز آندھی کی صورت میں عذاب آیا۔[1]

معجزہ بصورتِ آندھی علامہ فخرُ الدین رازی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ آندھی حضرت ہود علیہ السّلام کا معجزہ تھا۔[2] کیونکہ یہ آندھی جب مومنین تک پہنچی تو رحمت بن گئی لیکن کفار کے لئے خطرناک عذاب کی صورت میں سامنے آئی۔[3]

اس آندھی کے متعلق چند حیرت انگیز باتیں ملاحظہ کیجئے: اللہ پاک نے 3 بدلیاں بھیجی تھیں: سفید، سرخ اور سیاہ۔ آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے قومِ عاد! ان 3 بدلیوں میں سے ایک کو پسند کرلو۔ انہوں نے کالی بدلی کو پسند کرلیا۔ وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ کالی بدلی زیادہ بارش دے گی۔ چنانچہ جب وہ کالی بدلی آبادیوں کی طرف چلی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السّلام نے فرمایا: اے میری قوم! دیکھ لو! عذابِ الٰہی ابر کی صورت میں تمہاری طرف بڑھ رہا ہے مگر قوم کے گستاخوں نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور کہا کہ کہاں کا عذاب اور کیسا عذاب؟ یہ تو بادل ہے جو ہمیں بارش دینے کیلئے آرہا ہے۔[4] اس سیاہ بادل سے ایک دم اتنی شدید آندھی پیدا ہوئی کہ اونٹوں کو مع ان کے سوار اڑا کر کہیں سے کہیں پھینک دیا، حتی کہ درختوں کو جڑوں سمیت اڑا لے گئی۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ اپنے مضبوط گھروں میں دروازے بند کر کے بیٹھ گئے، مگر آندھی نے ان کی عمارتوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ ماہِ شوال کے آخر میں اور انتہائی تیز سردی کے موسم میں ایک بدھ سے دوسرے بدھ تک لگاتار 7 رات اور 8 دن یہ آندھی چلتی رہی۔ یہاں تک کہ قومِ عاد کا ایک ایک آدمی مر کر فنا ہو گیا اور اس قوم کا ایک بچہ بھی باقی نہ رہا۔ جب آندھی ختم ہوئی تو اس قوم کی لاشیں زمین پر اس طرح پڑی ہوئی تھیں جس طرح کھجوروں کے درخت اکھڑ کر زمین پر پڑے ہوں۔[5] اس مضمون کو قرآنِ کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے اللہ نے وہ آندھی ان پر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن پوری قوت کے ساتھ مسلط کردی تو تم ان لوگوں کو ان دنوں اور راتوں میں یوں پچھاڑے ہوئے دیکھتے گویا کہ وہ گری ہوئی کھجوروں کے سوکھے تنے ہیں۔ تو کیا تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو؟[6] پھر قدرتِ خداوندی سے کالے رنگ کے پرندوں کا ایک غول نمودار ہوا۔ جنہوں نے اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور حضرت ہود علیہ السّلام نے اس بستی کو چھوڑ دیا اور جو ایمان لائے تھے ان کو ساتھ لے کر مکۂ مکرمہ چلے گئے اور آخرِ زندگی تک بیتُ اللہ شریف میں عبادت کرتے رہے۔[7] اللہ پاک ہمیں عافیت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

---

1 سیرت الانبیاء، ص223 2 تفسیر کبیر، 5/304 3 تفسیر نعیمی، 8/536 4 روح البیان، 3/ 187-189 5 خازن، 4/303/ عجائب القرآن، ص107-109 6 پ29، الحاقۃ: 6-8 7 تفسیر صاوی، 2/686

(1)

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی مصطفےٰ: منتخب و برگزیدہ، افضل و اعلیٰ۔ شمع: چراغ۔ بزم: مجلس۔ ہدایت: راہ نمائی۔ بزمِ ہدایت سے مراد انبیائے کرام علیہم السّلام کی جماعت ہے۔

مفہومِ شعر اے اللہ پاک کے برگزیدہ وچنے ہوئے اور افضل و اعلیٰ رسول اور رحمت و ایمان کی جان پیارے نبی! آپ پر لاکھوں سلام ہوں اور اے گروہِ انبیا کی محفل کی روشنی و شمع! آپ پہ لاکھوں سلام ہوں۔

شرح اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے سلام کے ابتدائی حصّے میں حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ان خصائصِ مبارکہ کا ذکر کیا ہے جو آپ کے علاوہ کسی میں نہیں پائے جاتے۔ اس پہلے شعر میں آپ کے تین خصائص کا ذکر ہے: **(1) مصطفےٰ** یعنی وہ ذات جو تمام کائنات سے افضل اور برگزیدہ ہے۔ **(2) جانِ رحمت** حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سراپا رحمت ہے۔ اللہ پاک نے آپ کا یہ وَصف کامل یوں بیان فرمایا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷) (پ17، الانبیآء:107) ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا، مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔ **(3) شمعِ بزمِ ہدایت** آپ کو اللہ پاک نے تمام انبیائے کرام علیہمُ السّلام اور ہادیانِ عالَم کا سربراہ بنایا ہے۔ آپ کے نورِ نبوّت و رسالت سے ہر نبی نے فیض پایا ہے۔ حتّی کہ آپ کی نبوّت و رسالت اتنی کاملہ و عامّہ ہے کہ اس کے تحت دیگر مخلوق کے علاوہ تمام انبیائے کرام و ملائکہ علیہمُ السّلام بھی ہیں۔[1]

(2)

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن دُرود
گُلِ باغِ رِسالت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی مہر: سورج۔ چرخ: آسمان۔

مفہومِ شعر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جہاں آسمانِ نبوّت کا چمکتا ہوا آفتاب ہیں، وہیں گلشنِ رسالت کا ایک ایسا مہکتا پھول بھی ہیں کہ آپ کے بعد کسی اور غنچے کے چٹخنے (یعنی نیا نبی آنے) کی گنجائش ہی نہیں۔[2]

شرح اس شعر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دو خصائص کا تذکرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے: **مہرِ چرخِ نبوت** یعنی حضور آسمانِ نبوت و رسالت کا آفتاب ہیں، حقیقت میں یہ اس وصف کی طرف اشارہ ہے جو اللہ کریم نے قرآنِ کریم میں یوں بیان فرمایا ہے: سِرَاجًا مُّنِیْرًا چمکا دینے والے آفتاب۔ **گُلِ باغِ رِسالت** جس طرح گلستان کی زینت اور بہار اس کے پھولوں سے ہے، اسی طرح کائنات کی بہار کے پھول انبیائے کرام علیہمُ السّلام ہیں، ان ہی کے وجودِ اقدس سے حیات و زندگی کی بہاریں ہیں۔ مگر خود باغِ رسالت کی بہار جس سے قائم و دائم ہے وہ اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید ایک مقام پر آپ کی اس عظمت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

نہ رکھی گُل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا[3]

(3)

شہریارِ اِرَم تاجدارِ حرم
نَو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی شہر یارِ ارم: جنت کے بادشاہ۔ نو بہار: نئی رونق۔ شفاعت: گناہ گاروں کی معافی کیلئے سفارش کرنا۔

مفہومِ شعر جنت کے سلطان، کعبے کے حکمران اور قیامت کے دن تمام اہلِ محشر کیلئے رونقوں اور خوشیوں کا سامان کرنے والے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہ لاکھوں سلام۔

شرح اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو خصائص کا ذکر ہے: جنت کا مالک ہونا اور بارگاہِ خداوندی میں شفاعت کا دروازہ کھولنا۔

جنت کے مالک اللہ پاک نے دیگر کائنات کی طرح جنت بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قبضے میں دے دی ہے۔ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں عنایت فرمادیں۔ جیسا کہ مروی ہے: روزِ قیامت رضوانِ جنت اہلِ محشر سے مخاطب ہو کر کہیں گے: مجھے اللہ کریم نے جنت کی چابیاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔[4]

نو بہارِ شفاعت قیامت کے روز نفسا نفسی کے عالم میں جب ہر کوئی بارگاہِ خداوندی میں اپنا سفارشی ڈھونڈ رہا ہوگا تو ہر ذی جاہ و مرتبہ ہستی اللہ پاک کے جاہ و جلال کو دیکھتے ہوئے شفاعت سے انکار کر دے گی، بالآخر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم شفاعت کا دروازہ کھول کر گویا شفاعت کی بہار کا آغاز فرمائیں گے، اسے ہی شفاعت کبریٰ بھی کہتے ہیں اور اسے ہی قرآنِ کریم میں مقامِ محمود کہا گیا ہے: عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ (پ15، بنی اسرائیل:79) ترجمۂ کنز الایمان: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعتِ عُظمیٰ ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(4)

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی شبِ اسریٰ: معراج کی رات۔ دائم: ہمیشہ۔ نوشہ بزمِ جنت: جنت کی محفل کے سربراہ۔

مفہومِ شعر معراج کی رات ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو فرشتوں کی بارات میں آپ کی سج دھج ایک دولہا کی طرح تھی، پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنت میں تشریف لائے تو وہاں موجود تمام ملائکہ اور حور و غلمان نے گویا مالک و سردارِ جنت کا بھرپور استقبال کیا۔

شرح اس شعر میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو خصائص کا ذکر ہے: **شبِ اسریٰ کے دولہا** اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معراج کی رات بے مثل عظمت و رفعت عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ کو جن انعامات سے نوازا ان پر خلیل و کلیم (یعنی حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام) کو بھی رشک آگیا، کیونکہ سب سے افضل و اعلیٰ انعام یعنی اپنے دیدار کا بھی آپ کو شرف عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعے کو کچھ یوں بھی بیان فرمایا ہے:

اٹھے جو قصرِ دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

نوشۂ بزمِ جنت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ جنت کے سردار ہیں جس کی گواہ جنت کی ہر شے ہے، کیونکہ جنت کے دروازوں، حور و غلمان کے ماتھوں اور درختوں کے پتوں پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے۔

---

1 شرح سلام رضا، ص 59 تا 64 ملتقطا 2 شرح سلام رضا، ص 72 3 شرح سلام رضا، ص 78، 79 ملخصاً وملتقطا 4 مناحل الشفا، 5/420

ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت

سلسلہ: فیضانِ امیرِ اہلسنت

بچوں کو دھوپ لگانے کے فوائد

سوال بعض اوقات بچوں کی وِلادت ہوتی ہے تو ان کی کچھ پیدائشی کمزوریوں کی وجہ سے ڈاکٹر انہیں وینٹی لیٹر پر ڈال دیتے ہیں اور کچھ ہی دنوں بعد بعض بچوں کا انتقال ہو جاتا ہے، یہ ارشاد فرمایئے کہ حمل کے دوران کیا ایسی حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں کہ جن سے ان مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے؟ نیز بچوں کو دھوپ لگانے کے حوالے سے کچھ مدنی پھول بھی بیان فرما دیجیے۔

جواب ہمارے بچپن بلکہ جوانی میں بھی ایسا سننا دیکھنا یاد نہیں پڑتا، پہلے ایسے مسائل بہت کم ہوتے ہوں گے اب یہ مسائل بہت ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ بچہ Ventilator (یعنی سانس لینے کا مصنوعی آلہ) کے لائق ہوتا بھی ہے یا صرف پیسے نکلوانے کے لیے اس کو وینٹی لیٹر پر ڈال دیتے ہیں۔ اس معاملے میں ہر ڈاکٹر بُرا ہو یا ہر لیڈی ڈاکٹر بُری ہو اور وہ خیانت کرے یہ ضروری نہیں مگر دور بڑا نازک ہے اور ہر ایک کو پیسے کمانے کی حرص لگی ہوئی ہے۔ حمل کے دوران کی کئی احتیاطیں ہیں جو دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی کتب "گھریلو علاج" اور "مدنی پنج سورہ" میں بیان کی گئی ہیں ان کا مطالعہ کیجیے۔ بچوں کو شروع سے ہی دھوپ میں ڈالا جائے، دھوپ کے بڑے فوائد ہوتے ہیں۔ صبح جب سورج نکلتا ہے، اس کے بعد کی جو دھوپ ہوتی ہے وہ بچوں اور بڑوں سب کے لیے یکساں مفید ہوتی ہے۔ یوں ہی سورج ڈوبنے سے پہلے جو پندرہ بیس منٹ ہوتے ہیں اس وقت کی دھوپ بھی بہت بہتر ہوتی ہے، اس دھوپ میں بچوں کو پندرہ بیس منٹ کے لیے ڈال دیا جائے۔ آج کل لوگ بچوں کو دھوپ نہیں لگاتے حالانکہ دھوپ بچوں کے لیے ضروری ہے بِالخصوص بچی کے لیے کہ بچی کے جسم میں ایک ہڈی ہوتی ہے، اس کا تعلق بچے کی پیدائش سے ہوتا ہے، دھوپ نہ ملنے کی وجہ سے وہ ہڈی سکڑ جاتی ہے اور اس کی وجہ سے (اس بچی کی ماں بنتے وقت) آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے۔[1]

مدنی چینل کے ذریعے بچوں کے دلوں میں اولیا کی محبت

سوال چھوٹے بچوں کے دِلوں میں اَولیائے کِرام رحمۃُ اللہِ علیہم کی محبت پیدا کرنے کے لیے مَدَنی چینل کتنا کارآمد ہے؟

جواب جی ہاں! اَلحمدُ للہ مدنی چینل ولیوں کی محبت کے جام پلاتا ہے۔ گھر میں جب یہ چلے گا تو اولیائے کِرام رحمۃُ اللہِ علیہم کی محبت بچوں کے دِلوں میں پیدا ہوتی جائے گی۔ مدنی چینل پر بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم کے ایام منانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے مثلاً جب رجب شریف کی تشریف آوری ہوتی ہے تو ہمارے یہاں چھ دن مدنی مذاکروں کی ترکیب ہوتی ہے۔ ان مدنی مذاکروں سے پہلے خواجہ صاحب رحمۃُ اللہِ علیہ کی شان میں جلوسِ غریب نواز کا اہتمام ہوتا ہے۔ بچے جب یہ دیکھیں گے تو ان کے ذہن میں بیٹھے گا کہ خواجہ صاحب رحمۃُ اللہِ علیہ بھی بہت بڑے بزرگ اور ولیُّ اللہ ہوئے ہیں۔ یوں ہی دِیگر بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم کے یوم مناتے دیکھ کر بچوں کے

دلوں میں ان کی عقیدت بیٹھے گی۔[2]

اسلامی بہنوں کو اپنی ID بنانا کیسا؟

سوال کئی عورتیں انٹرنیٹ پر بنتِ عطار اور کنیزِ عطار وغیرہ ناموں سے اپنی فیس بک، ID اور پیج بناتی ہیں جس کے باعث کئی غلط رابطے قائم ہو جاتے ہوں گے کیا ان کا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے۔[3] اور سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھانے سے منع کیا گیا ہے کہ اس میں ایک عورت کے مکر کا ذکر ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف کا ترجمہ (و تفسیر) نہ پڑھائیں کہ اس میں مکرِ زَناں (یعنی عورتوں کے دھوکا دینے) کا ذکر فرمایا ہے۔[4]

جب عورتوں کو قرآنِ کریم کی سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھانے سے منع کیا گیا ہے تو فیس بک چلانے کی اجازت کس طرح دی جا سکتی ہے کہ جہاں بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں۔ عورتوں کو تو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ میری ایک ہی بیٹی ہے شاید ہی اُس کا نام حاضرین میں کسی اسلامی بھائی کو معلوم ہو کیونکہ میں اُس کا نام لیتا ہی نہیں۔ بعض لوگ دھڑلّے سے کھلے عام اپنی بہو بیٹیوں کے نام لیتے ہیں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ جب میں کسی کے سامنے اپنی بیٹی کا نام لینا پسند نہیں کرتا تو پھر اُس کے نام کا پیج کس طرح پسند کر سکتا ہوں جو عام طور پر بہت ساری خرابیوں اور گناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور جس میں تصویریں، آوازیں اور نہ جانے کیا کیا ڈالا جاتا ہو گا۔ بہرحال اگر کوئی "بنتِ عطار" کے نام سے پیج کھول کر یہ ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ وہ "بنتِ عطار" یعنی عطار کی حقیقی بیٹی ہے تب تو یہ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ حدیثِ پاک میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔[5] نیز اگر لوگوں کو دھوکا دینے کی نیت سے "بنت عطار" کے نام سے پیج کھولا کہ لوگ دھوکے سے اس پیج کو دیکھیں تو اس صورت میں جھوٹ اور دھوکے کے گناہ سے بھی توبہ کرنا واجب ہے۔ جو اسلامی بہنیں اپنے نام کے ساتھ عطاریہ، قادریہ اور رضویہ لکھ کر آئی ڈی بنائیں یا پیج چلائیں میری طرف سے اُن کی نہ پذیرائی ہے اور نہ ہی حوصلہ افزائی۔ جو اسلامی بہنیں واقعی عطاریہ ہیں اور جن کے خمیر میں عطاریت شامل ہے انہیں میری طرف سے پیج چلانے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اگر عطاریہ نہ بھی ہو جو بھی مجھ سے عقیدت و محبت رکھنے والی میری مسلمان مدنی بیٹی ہے وہ پیج نہ چلائے۔ لفظِ "عورت" کے لغوی معنیٰ ہی چھپانے کی چیز ہیں لہٰذا عورت کے لیے چادر اور چار دیواری ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سنانے کی اجازت نہیں۔[6] لہٰذا عورتوں کا سج دھج کر پیج پر آنا اور گلیوں بازاروں میں گھومنا باحیا عورتوں کا کام نہیں۔ اسلامی بہنوں سے میری مدنی التجا ہے کہ یہ کسی کے پیج کو لائک بھی نہ کریں کہ یہ نالائقی ہے۔ انٹرنیٹ چلانا اور سوشل میڈیا کی طرف جانا اسلامی بہنوں کا کام ہی نہیں لہٰذا جتنا ہو سکے اس سے بچیں۔

دعائے عطار یااللہ! جو بھی میری مدنی بیٹی اپنا پیج بند کر دے اور جو اپنا پیج کھولنے کا سوچ رہی ہے وہ اس سے باز رہے اور جو پہلے سے ہی باز ہے اِن سب کو بے حساب مغفرت سے نواز کر جنت الفردوس میں خاتونِ جنت، بی بی فاطمۃُ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پڑوس نصیب فرما۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم[7]

---

❶ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/256، 257 ❷ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/471 ❸ مستدرک، 3/158، حدیث: 3546 ❹ فتاویٰ رضویہ، 24/455 ❺ حدیثِ پاک میں ہے: جو کوئی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے یا کسی غیر والی کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر اللہ پاک، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن اُس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی کوئی نفل۔ (مسلم، ص546، حدیث: 3327) ❻ بہارِ شریعت، حصہ: 3، 1/552 ❼ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/146، 147

سلسلہ اسلام اور عورت

اُمِّ میلاد باجی (نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت دعوتِ اسلامی)

مختلف ادوار میں عورت کی زندگی میں بہت ساری تبدیلیاں آتی ہیں لیکن ایک بڑی تبدیلی اس وقت آتی ہے جب وہ شادی کرکے اپنے شوہر کے ساتھ زندگی کے نئے سفر کا آغاز کرتی ہے۔ یہ نیا سفر عورت کی زندگی میں ڈھیروں خوشیوں کے ساتھ بہت ساری ذمّہ داریاں بھی لاتا ہے جنہیں پورا کرکے ہی وہ ایک خوشحال گھرانے کی بنیاد رکھ سکتی ہے، اسی لئے اسلام نے بیوی کی حیثیت سے عورت کی تربیت کے لئے بہت ہی اہم اصول بیان کئے ہیں۔

(1) اللہ پاک اور اس کے رسول کی اطاعت کے ذریعے ہی سب سے بڑی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے، لہٰذا ہر مسلمان عورت نہ صرف خود نیکی کی راہ پر چلے بلکہ اپنے شوہر کو بھی نیکی کی دعوت دے، یقیناً وہ عورت دنیا کی سب سے بہتر عورت ہے جو خود بھی نیکی کی راہ پر چلے اور شوہر کو بھی اس کی ترغیب دے۔ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کے وقت اٹھے، پھر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔[1] تفسیرِ صراط الجنان میں ہے: پانی کے چھینٹے مارنے کی اجازت اس صورت میں ہے جب جگانے کے لئے بھی ایسا کرنے میں خوش طبعی کی صورت ہو یا دوسرے نے ایسا کرنے کا کہا ہو۔[2]

(2) مثالی بیوی بننے کے لئے عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے جسم، لباس اور گھر کی صفائی سُتھرائی کا خاص خیال رکھے، میلی کچیلی نہ رہے بلکہ اپنے شوہر کے لئے خوب بناؤ سنگھار کرے کیونکہ اس سے شوہر کا دل خوش ہوتا ہے اور حدیثِ پاک میں شوہر کو خوش رکھنے والی عورت کو بہترین عورت قرار دیا گیا ہے چنانچہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نیک بیوی کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی بیان فرمائی اِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ یعنی اگر اس کا شوہر اسے دیکھے تو وہ (اپنے ظاہری اور باطنی حسن وجمال سے) اسے خوش کردے۔[3]

لہٰذا ہر شادی شدہ اسلامی بہن کو چاہئے کہ وہ باطنی زِینت کے ساتھ ساتھ جتنا ممکن ہو سُرمہ اور زیورات سے ظاہری زینت کا بھی اہتمام کرے، یاد رہے کہ بظاہر زیادہ اہم نظر نہ آنے والی یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں میاں بیوی کے تعلق کو مضبوط بنانے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ شوہر کی آمد سے پہلے بیوی کا تیار ہوکے مسکرا کر اس کا استقبال کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسے شوہر کی آمد سے بہت خوشی ہوئی ہے اس قسم کا برتاؤ دیکھ کر شوہر دن بھر کی تھکاوٹ بھول جاتا ہے اور اسے ذہنی سکون ملتا ہے، نیز عورت کا اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرنا خود اس کے لئے بھی اجر و ثواب کا باعث ہے چنانچہ،

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا (زیور) پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔[4]

افسوس! اب خواتین کا بناؤ سنگھار فقط بازاروں اور ایسی تقریبات میں جانے کے لئے رہ گیا ہے جن میں پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، افسوس جن جگہوں پر انہیں پردے کا حکم ہے وہاں تو زینت کے ساتھ عمدہ perfumes لگا کر نکلتی ہیں لیکن وہ رفیقِ حیات جس کے لئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے لئے عموماً آرائش و زیبائش کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

(3) اسی طرح عقلمند اور ذہین عورت وہی ہے جو اپنے گھر کی بربادی کا سبب بننے والی چیزوں کو پیشِ نظر رکھے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ اگر کبھی لڑائی جھگڑے یا اختلاف کی کوئی صورت پیدا ہو جائے تو نہایت خوش اُسلوبی سے اسے رفع دفع کر دے۔ جب بھی کوئی اختلاف کی صورت پیدا ہو تو شور مچانے کے بجائے خاموشی اختیار کی جائے، حکمتِ عملی اختیار کی جائے، نیز چہرے پر مسکراہٹ رکھی جائے تو بات خود ہی رفع دفع ہو جاتی ہے۔ اچھے اخلاق سے گھر خوشیوں کا گہوارا بنتا ہے، اگر ہر ایک اسلامی بہن اچھے برتاؤ اور حُسنِ اخلاق کو لازم پکڑ لے تو گھر کی خوشیوں کو چار چاند لگ جائیں، آج تقریباً اسلامی بہنیں گھر میں لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے پریشان ہیں، غور کیجئے! کہیں اس کی وجہ ان کی بداخلاقی تو نہیں؟ ظاہر ہے ✲ اگر بیوی اخلاقیات کو پسِ پشت ڈال دے ✲ شوہر کی غیبت کرے ✲ اس کے والدین بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کی غیبت کرے ✲ چغلیاں کھائے ✲ تہمتیں لگائے ✲ جب بھی شوہر گھر آئے تو اسے چڑچڑا پن دکھائے اور ✲ غصے سے ناک پھلائے تو خود ہی بتایئے کیا ایسی عورت شوہر کے دل میں اپنا مقام بنا پائے گی؟ ظاہر ہے کبھی نہیں بلکہ عموماً اس قسم کی حرکتوں سے فسادات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر میدانِ جنگ بن جاتا ہے بلکہ بسا اوقات نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔

(4) بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں اکثر عورتیں ناشکری کی مصیبت میں گرفتار ہیں، ذرا کسی اعلیٰ گھرانے کو یا کسی عورت کے قیمتی کپڑوں اور بیش قیمت زیورات کو دیکھ لیا تو ناشکری کرنے لگتی ہیں اور معاذ اللہ کچھ اس قسم کی گفتگو کرتی ہیں کہ میں تو ہوں ہی بد قسمت، فلاں عورت عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہی ہے وغیرہ، اسی طرح بعض عورتوں کے شوہر انہیں اچھا کھلاتے پلاتے ہیں، نیز اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق کپڑے، زیورات اور دیگر آسائشِ زندگی مُہیا کرتے رہتے ہیں لیکن اگر کبھی کسی مجبوری کی وجہ سے عورتوں کی کوئی خواہش پوری نہ کر سکیں تو عورتیں ان کے زندگی بھر کے احسانات کو بُھلا کر ان کی ناشکری کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ✲ مجھے اس گھر میں کبھی سُکھ نصیب نہیں ہوا ✲ فلاں عورت کا شوہر اسے اچھی اچھی چیزیں لا کر دیتا ہے، لیکن تم نے کبھی مجھے میری پسند کی چیز لا کر نہیں دی ✲ مجھے کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔ یاد رہے! ناشکری کے یہ الفاظ نہ صرف عورت کی ازدواجی زندگی کو اجاڑ دیتے ہیں بلکہ ساتھ ہی اس کی آخرت بھی داؤ پر لگ جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: میں نے دیکھا کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: وہ ناشکری کرتی ہیں۔ عرض کی گئی: کیا وہ اللہ پاک کی ناشکری کرتی ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان سے مکر جاتی ہیں، اگر تم کسی عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا سلوک کرو، پھر تم سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو کہے گی: میں نے تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔[5] معلوم ہوا! ایک مسلمان عورت کو ناشکری کے الفاظ زبان پر نہیں لانے چاہئیں، بلکہ آسانیوں کے علاوہ تنگدستی کے حالات میں بھی صبر و شکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے شوہر کے ساتھ زندگی کے دن گزارنے چاہئیں تاکہ وہ پریشانیوں میں خود کو تنہا نہ سمجھے۔

اللہ پاک ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 ابوداود، 2 / 48، حدیث: 1308 ملتقطاً 2 تفسیر صراط الجنان، 10 / 222
3 ابن ماجہ، 2 / 414، حدیث: 1857 ملتقطاً 4 فتاویٰ رضویہ، 22 / 126
5 بخاری، 1 / 23، حدیث: 29

بیوی کا کردار

بنت اللہ بخش عطاریہ ہند

معاشرے میں بیوی کی حیثیت سے عورت کے کردار کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، کیونکہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ یعنی دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے۔[1] مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نیک بیوی کے بہترین ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نیک بیوی مرد کو نیک بنا دیتی ہے وہ اُخروی نعمتوں سے ہے۔ حضرتِ علی نے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا۔[2] جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے ایسی ہی بُری بیوی خدا کا عذاب۔[3]

شادی سے قبل چونکہ ماں باپ کے گھر میں بحیثیت بیٹی و بہن وغیرہ عورت کی خواہشات و ضروریات پوری کرنے اور اس کے ناز نخرے اٹھانے والے کئی افراد موجود ہوتے ہیں، نیز اس پر اتنی ذمہ داریاں بھی نہیں ہوتیں۔ لیکن شادی کے بعد اس کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ اسی وقت اس کی صحیح معاشرتی تربیت ابھر کر سامنے آتی ہے، کیونکہ بسا اوقات وہ ایک ایسے نئے خاندان میں بیاہی جاتی ہے، جس کے انداز اور رہن سہن کے طور طریقے اس کے والدین کے گھر سے بالکل جدا ہوتے ہیں، چنانچہ اگر اس کے والدین نے اس کی درست خطوط پر تربیت کی ہو اور اسے گھر گرہستی کے علاوہ سسرال والوں مثلاً ساس، سسر، نندوں، دیورانیوں اور جیٹھانیوں وغیرہ کے ساتھ اچھے روابط رکھنے کی تاکید بھی کی ہو تو نہ صرف وہ خود سکھی رہتی ہے بلکہ ہر ایک کی آنکھ کا تارا بھی بن جاتی ہے۔ بصورتِ دیگر وہ خود بھی ذہنی کرب و اذیت میں مبتلا رہتی ہے اور دوسروں کے لئے بھی دردِ سر بنی رہتی ہے۔ لہٰذا ہر وہ گھرانہ جہاں عورت بحیثیتِ بیوی اپنے گھر کو خوشیوں کا گہوارا بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرتی ہے تو اس سے صرف اس کے سسرالی خاندان پر ہی اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے بلکہ اڑوس پڑوس اور معاشرے میں بھی اس کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک عورت کو بحیثیت بیوی کیسا کردار ادا کرنا چاہئے؟ اس حوالے سے 11 معاون گزارشات پیشِ خدمت ہیں:

1. شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا خصوصی خیال رکھے، تاکہ بطورِ مثالی بیوی اس کا کردار قابلِ تقلید سمجھا جائے۔ چنانچہ بیوی پر شوہر کے حقوق بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بیوی پر شوہر کے چند حقوق یہ ہیں: (1) اِزدواجی تعلقات میں مطلقاً شوہر کی اِطاعت کرنا (2) اس کی عزت کی سختی سے حفاظت کرنا (3) اس کے مال کی حفاظت کرنا (4) ہر بات میں اس کی خیر خواہی کرنا (5) ہر وقت جائز اُمور میں اس کی خوشی چاہنا (6) اسے اپنا سردار جاننا (7) شوہر کو نام لے کر نہ پکارنا (8) کسی سے اس کی بلاوجہ شکایت نہ کرنا (9) اور خدا توفیق دے تو وجہ ہونے کے باوجود شکایت نہ کرنا (10) اس کی اجازت کے بغیر آٹھویں دن سے پہلے والدین یا ایک سال سے پہلے دیگر محارم کے یہاں نہ جانا (11) وہ ناراض ہو تو اس کی

بہت خوشامد کر کے منانا۔[4]

2 شوہر کی ناشکری ایسی بری عادت سے بیوی کا کردار بے داغ ہونا چاہئے۔ کیونکہ شوہر کی ناشکری کرنا ایسا برا عمل ہے جس کے سبب کثیر عورتیں جہنم میں داخل ہوں گی۔[5]

3 بیوی کو چاہئے کہ وہ ہر معاملے میں شوہر کی پسند و ناپسند کو پیشِ نظر رکھے، کیونکہ جو بیوی صرف اپنی پسند کو ترجیح دیتی ہے تو شوہر بھی "یا شیخ اپنی اپنی دیکھ کے مصداق" اس کی پسند و ناپسند سے لاپروائی کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے۔

4 شوہر کی تنخواہ کم ہو تو بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر پر تنقید یا نکتہ چینی کرنے کے بجائے صبر و رضا کا عملی نمونہ بن کر رہے۔ جو بیوی اپنے شوہر کو تنخواہ کم ہونے کا طعنہ دیتی رہتی ہے وہ شوہر کے دل میں نفرت کو پروان چڑھانے کا سبب بنتی ہے یا پھر اس کی وجہ سے شوہر رشوت و دیگر ناجائز آمدنی کے ذرائع اپنا کر معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتا ہے، یعنی دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ اکثر مرد بیویوں کی ناجائز و بے جا خواہشات کی تکمیل کے لئے حرام کمائی کے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔

5 بطورِ بیوی ہر عورت کا کردار ایک ہمدرد و غمگسار کا سا ہونا چاہئے، مثلاً شوہر کسی وجہ سے پریشان و رنجیدہ ہو تو وہ اسے تسلی دے اور اس کی ڈھارس بندھوائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب پریشان ہوتے تو اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی مونس و غم گسار اور مددگار ہوتی تھیں۔[6]

6 بطورِ بیوی ہر عورت کو چاہئے کہ وہ شوہر کے والدین کو اپنے والدین اور اس کی بہنوں کو اپنی بہنیں سمجھ کر ان سے اچھے تعلقات رکھے، بالفرض کبھی کسی ناچاقی کا سامنا کرنا پڑے تو بھی صبر سے کام لے کہ بہنوں اور والدین میں ناراضی زیادہ دیر نہیں رہتی، بلکہ وہ خود انہیں راضی کرنے کی کوشش کرے، اس سے عزت کم نہیں ہوگی، بلکہ بڑھے گی۔

7 جائز باتیں سب کی مانیں، کیونکہ غیر شرعی معاملات میں کسی کی بھی اطاعت کرنا جائز نہیں، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔[7]

8 بیوی کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی احسان مند رہے کہ وہ اس کی اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر سارا دن بھاگ دوڑ میں مصروف رہتا ہے۔

9 زبان درازی و بحث بازی کرنا، جلی کٹی سناتے رہنا، سخت لہجہ اپنانا، کوسنا، بازاری زبان استعمال کرنا اور ماضی کی تلخ یادوں پر مشتمل دکھڑے سناتے رہنا وہ بُری عادات ہیں جو میاں بیوی کی زندگی میں زہر گھولتے اور آپس کے تعلقات کو دیمک کی طرح چاٹتے رہتے ہیں۔ لہٰذا بیوی کو ان عاداتِ بد سے اپنے دامن کو صاف و شفاف رکھنا چاہیے۔

10 کردار ایسا پاکیزہ رکھنا چاہئے کہ اگر اس کا شوہر، ساس یا نندیں وغیرہ پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے یا گناہوں میں مبتلا تھے تو اس کے کردار سے متاثر ہو کر وہ بھی نیک نمازی بن جائیں۔

11 مثالی بیوی بننے کے لئے عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے جسم، لباس اور گھر کی صفائی ستھرائی وغیرہ کا خاص خیال رکھے۔ پراگندہ بال اور میلی کچیلی نہ رہے بلکہ اپنے شوہر کیلئے خوب بناؤ سنگھار کرے کیونکہ اس سے شوہر کا دل خوش ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نیک بیوی کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی بیان فرمائی: وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ یعنی اگر اُس کا شوہر اُسے دیکھے تو وہ اُسے خوش کردے۔[8]

اللہ پاک امہات المومنین و خاتونِ جنت علیہن الرضوان کے صدقے ہر شادی شدہ عورت کو مثالی بیوی بننے، اپنے شوہر کو خوش رکھنے اور اس کی ہر جائز معاملے میں اطاعت و فرماں برداری کرتے رہنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 مسلم، ص595، حدیث:3643 2 مرقاۃ المفاتیح، 6/ 265، تحت الحدیث:3083 3 مراٰۃ المناجیح، 5/ 4 4 فتاویٰ رضویہ، 24/ 371 ملخصاً 5 بخاری، 3/ 463، حدیث: 5197 ماخوذاً 6 مراٰۃ المناجیح، 8/ 497 ماخوذاً 7 معجم کبیر، 18/ 170، حدیث:381 8 ابن ماجہ، 2/ 414، حدیث:1857

اولاد کی تربیت اور آج کے والدین

سلسلہ: خاندان میں عورت کا کردار

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ بی ایڈ ایم ایس سی اکنامکس میانوالی

اولاد اللہ پاک کی بہت پیاری اور عظیم نعمت ہے۔ اگر یہی اولاد نیک ہو تو والدین کے لئے دنیا و آخرت میں راحت کا سامان بنتی ہے کہ نیک اولاد کے لئے انبیائے کرام علیہم السّلام نے بھی دعا فرمائی۔ جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السّلام نے دُعا فرمائی: اے میرے رب! مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ (پ3، اٰل عمران: 38)

یاد رکھئے! بچے کی شخصیت کو نکھارنے میں تربیت اَہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ تربیت ہی ہے جو بچے کو یا تو نیک بنائے گی یا بُرائی کی طرف لے جائے گی۔ اِس سلسلے میں ماں اور باپ دونوں کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ماں باپ جو طرزِ عمل اختیار کریں گے وہ بچے کی شخصیت کو بہت حد تک متاثر کرے گا۔ والدین کو اکثر یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ ابھی تو بچہ چھوٹا ہے ابھی اس کے کھیلنے اور شرارتیں کرنے کے دن ہیں، حالانکہ حقیقت میں یہی بچے کے سیکھنے کی عمر ہوتی ہے کیونکہ بچے کا دماغ خالی ہوتا ہے جو کچھ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے سیکھے گا وہی اُس کے دماغ پہ نقش ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے بچے کو شروع سے دینی تربیت دیں، تربیت کا کوئی خاص وقت مقرر ہے نہ یہ کسی خاص مدت کیلئے ہوتی ہے، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تربیت کے انداز میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ تربیت کے چند بنیادی اصول ملاحظہ کیجئے:

1. بچوں کے لئے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ بچے پیار کے بھوکے ہوتے ہیں پیار سے انہیں جو بات بھی کہی جائے گی وہ فوراً مان لیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی ماں باپ کو احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ بے جا لاڈ پیار بچے کو بگاڑ دیتا ہے۔

2. بچے کہانیوں کا شوق رکھتے ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ سبق آموز کہانیوں اور حکایتوں سے بچوں کو نصیحت کریں۔ اس حوالے سے مکتبۃ المدینہ کی بچوں کی کہانیوں پر مشتمل کتب و رسائل اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بچوں کیلئے لکھے جانے والی کہانیاں پڑھ کر انہیں سنانا بھی بہت مفید رہے گا۔

3. تمام بچوں سے انصاف کیا جائے، خواہ بیٹا ہو یا بیٹی سب کے لئے وسائل، آسائشیں، اصول و ضوابط، پیار محبت سب کچھ یکساں ہو۔ تاکہ کوئی بچہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو۔ اس سلسلے میں ہمارے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے: بے شک اللہ پاک پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان برابری کا سُلوک کرو حتی کہ بوسہ لینے میں بھی (برابری کرو)۔[1]

4. اگر بچے آپس میں جھگڑیں تو دونوں کی بات سن کر ایسا فیصلہ کریں، جس سے دونوں خوش ہو جائیں۔ دونوں کو پیار سے رہنے کے بارے میں سمجھائیں اور لڑائی جھگڑے کے نقصانات بتا کر اس سے دور رہنے کی تلقین کریں۔

5. بڑے اور سمجھ دار بچوں کے بستر الگ کر دیں، کہ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دو۔[2]

اللہ پاک ہمیں اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) دار قطنی، 3/51، حدیث: 2944 (2) مستدرک، 1/449، حدیث: 748

اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:
یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ (پ4، النسآء:1)

ترجمۂ کنز العرفان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔ یہاں اس آیت میں ایک جان سے مراد حضرت آدم علیہ السّلام اور آپ کے جوڑے سے مراد ہم سب کی ماں حضرت حوّا رضی اللہ عنہا ہیں۔

حوا نام کی وجہ تسمیہ حوّا لفظ حَیّ سے بنا ہے یعنی زندہ۔ حضرت حَوّا رضی اللہ عنہا کو چونکہ زندہ انسان (حضرت آدم علیہ السّلام) کی پسلی کی ہڈی سے پیدا کیا گیا اس لئے آپ کا نام حَوّا ہوا، اس کی ایک وجہ حضرت عبدُ اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمائی کہ آپ کا نام حَوّا اس لئے رکھا گیا کیونکہ آپ ہر زندہ شخص کی والِدہ ہیں۔[1] نیز آپ کی کنیت اُمُّ البشر (انسانوں کی ماں) ہے۔[2] حضرت آدم علیہ السّلام چونکہ جنت میں اکیلے رہتے تھے اس لئے آپ کو تنہائی محسوس ہوتی تھی، چنانچہ آپ کی راحت کا سامان کرنے کے لئے اللہ پاک نے آپ پر نیند طاری فرمائی، پھر آپ کی بائیں جانب کی چھوٹی پسلی جسم سے الگ کر کے اس سے حضرت حوا کو تخلیق کیا گیا۔[3] نیند سے بیدار ہو کر حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے جیسے انسان کو یعنی حضرت حوا کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا تو پوچھا: آپ کون ہیں؟ اور یہاں کیسے آئی ہیں؟ تو حضرتِ حوّا نے جواب دیا: میں ایک عورت ہوں اور ربِّ کریم نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ آپ کو مجھ سے اور مجھے آپ سے اُنسیت و سکون ملے اور ہم رب کی کرم نوازیوں پر اس کی حمد و تعریف بجالائیں۔[4] اس کے بعد جب حضرت آدم علیہ السّلام کو حضرت حوّا سے نکاح کی خواہش ہوئی تو آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! ان کے ساتھ میرا نکاح فرما دے۔ فرمایا: پہلے ان کا مَہر ادا کرو۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے عَرض کی: اے اللہ! ان کا مَہر کیا ہے؟ فرمایا: ان کا مہر یہ ہے کہ آپ جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر 3 یا 10 مرتبہ درودِ پاک پڑھیں، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ کا نکاح اِن سے ہو گیا۔[5]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حوّا کو جنت میں رکھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ جنّتی مکانوں کی زیب و زینت اور صفائی دیکھ کر دنیاوی گھروں کو سجانا اور صاف رکھنا سیکھ لیں، اور یہ کہ جنتی پوشاکیں اور زیور استعمال کر کے دنیا میں بھی عمل کریں، اسی لئے حضرت آدم علیہ السّلام کی زوجہ صرف حضرت حوّا تھیں، حُوریں نہیں تھیں کیونکہ دنیا میں آکر گھر بار انہی کو سنبھالنا تھا نہ کہ حوروں کو۔ مزید فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ان دونوں حضرات کو جنّت میں رہنے اور

جہاں دِل چاہے جانے اور کھانے پینے اجازت مرحمت فرمائی لیکن چونکہ حضرت آدم علیہ السّلام کی خلافت گاہ زمین تھی اور یہاں آکر آپ اور آپ کی اولاد پر شریعت کے احکام جاری ہونے والے تھے اور انہیں دنیا میں کچھ چیزوں سے روکنا تھا لہٰذا اِن میں پابندی کی عادت ڈالنے کے لئے جنّت میں بھی چند چیزوں سے روکا اور فرمادیا گیا کہ اے آدم و حوّا! تم جنّت میں جو چاہو کھاؤ لیکن اس (درخت) کے قریب نہ جانا یعنی نہ اسے کھانا نہ ادھر جانا۔[6]

ان دونوں حضرات کی زندگی نہایت سُکون اور خوشیوں کے ساتھ گزر رہی تھی لیکن چونکہ ابلیس کو اُس کی نافرمانی کے سبب ذلیل ورسوا کرکے جنت سے نکال دیا گیا تھا، اس لئے اس سے اُن کی یہ خوشی برداشت نہ ہوسکی اسی بنا پر اُس نے اِن کے ساتھ مکرو فریب کرکے انہیں جنت سے نکالنے اور ان کی تمام آسائشیں، راحتیں، آرام ختم کرنے کی کوشش شروع کردی چنانچہ بعض مفسرین سے منقول ہے کہ اس کام کیلئے اس نے داروغۂ جنّت حضرت رضوان سے جنت میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن انہوں نے منع کردیا جب یہ ان سے مایوس ہوگیا تو اس نے جانوروں کی مدد لینا شروع کی مختلف جانوروں سے مدد مانگی لیکن کوئی تیار نہ ہوا آخر کار سانپ نے اس کی بات مان لی اور اس کو جنت تک پہنچانے پر آمادہ ہوگیا اور اپنے منہ میں بٹھا کر اس کو جنت میں پہنچا دیا، اس وقت تک سانپ کے ہاتھ پاؤں موجود تھے سانپ کی اس حرکت کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اس کے بعد سے وہ انسانوں کا اور انسان اس کے دشمن بن گئے۔[7]

اس ضمن میں ایک قول یہ بھی موجود ہے کہ پہلے شیطان حضرت حوّا کے پاس آیا انہیں اس پھل کے فوائد بتائے اور وہ آمادہ ہوگئیں اور انہوں نے وہ پھل کھا لیا۔ پھر آپ حضرت آدم کے پاس آئیں اور انہیں کہا کہ میں نے بھی اس میں سے کھایا ہے کچھ نہیں ہُوا، لہٰذا آپ بھی اس میں سے کھالیں اس لئے اُن کے کہنے پر آپ نے اس درخت سے کھالیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کو شجرِ ممنوعہ سے پھل کھانے پر چونکہ حضرت حوّا نے اُبھارا تھا، چنانچہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السّلام سے فرمایا: اچھا اب ان کا اور ان کی بیٹیوں کا حمل اور جننا مصیبت سے ہوا کرے گا۔[8] بہر حال حضرت آدم علیہ السّلام کو گناہ گار نہیں کہا جاسکتا کیونکہ علمائے کرام نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں: (1) آپ نے ممانعت کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا (2) آپ نے بھول کر ایسا کیا (3) یہ آپ کی اجتہادی خطا تھی اور اس میں گناہ نہیں ہوتا (4) آپ کو بھلا دینے میں اللہ پاک کی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں کہ دنیا کا وجود میں آنا تھا اور آپ دونوں حضرات پر عتاب کسی گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اِس لئے تھا کہ یہ اللہ پاک کے مُقرّب اور خاص بندے تھے۔[9]

دعوتِ اسلامی کی شائع کردہ کتاب سیرت الانبیاء کے صفحہ 97 پر حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کے یہ فضائل و خصائص بیان کئے گئے ہیں: (1) آپ رضی اللہ عنہا کی تخلیق ماں باپ کے بغیر ہوئی اور جنت میں ہوئی۔ (2) انسانوں میں سب سے پہلی عورت کا اعزاز آپ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔ (3) آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے انسان اور نبی حضرت آدم علیہ السّلام سے ہُوا اور وہ بھی جنت میں ہُوا۔ (4) آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح فرشتوں کی گواہی سے ہوا۔ (5) آپ رضی اللہ عنہا کا مہر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنا مقرّر ہوا۔

یاد رہے! اسی کتاب کے صفحہ 114 پر ہے کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی اسی طرح اللہ پاک نے حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کی بھی توبہ کو قبول فرمالیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات 1000 برس کی عمر میں ہوئی اور آپ علیہ السّلام کی وفات کے کچھ عرصے بعد حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کا بھی وِصال ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہا کا مزار شریف حضرت آدم علیہ السّلام کے مزار کے قریب جبلِ ابو قبیس کے کسی غار میں ہے۔[10] علامہ حافظ تقیُ الدین محمد بن احمد مکی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ اب کسی کو اس غار کا علم نہیں۔[11]

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/34 (2) تاریخ ابن عساکر، 69/101 (3) تاریخ ابن عساکر، 69/102 (4) تفسیر روح المعانی، 1/316 (5) حاشیۂ صاوی، 2/355 (6) تفسیر نعیمی، 1/250 ملخصاً (7) تفسیر رازی، 1/462 ملخصاً (8) تفسیر در منثور، 5/606 و تفسیر نعیمی، 8/353 (9) صاوی، 2/664 ملتقطاً (10) ازواج انبیا، ص47-48 (11) شفاء الغرام، 1/520

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہمانے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پوچھا: فلاں عورت کا کیا ہوا جسے فلاں نام سے پکارا جاتا ہے؟ عرض کی: ہمارے روانہ ہوتے وقت تک تو وہ اپنے گھر پر ہی تھی۔ ارشاد فرمایا: اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔ انہوں نے سببِ مغفرت پوچھا تو فرمایا: اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے، ایک مرتبہ ایک شخص نے انہیں بتایا کہ آج رات دشمن حملہ کرنے والا ہے، تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور قبیلے کے بڑے گروہ سے جاملو۔ اس عورت کے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر اپنی ماں کو سوار کرتی لہٰذا اسے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر چلتی رہی، جب تھک جاتی تو پیٹھ سے اتار کر اس کا پیٹ اپنے پیٹ سے اور اس کے قدم اپنے قدموں کے اوپر رکھ لیتی تاکہ گرم زمین سے اسے تکلیف نہ ہو، ماں کی اسی خدمت کی وجہ سے وہ نجات پاگئی۔[1]

اس حکایت سے چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

٭ والدہ کے ساتھ ادب و خدمت کا سلوک کرنا باعثِ نجات اور سببِ مغفرت ہے۔ ٭ ہماری بزرگ خواتین آج کل کی اولاد کی طرح والدہ کی بے ادبی کرنے، ان کی خدمت سے خود کو محروم رکھنے یا مشکلوں میں بے رُخی اختیار کرنے کے بجائے ہمیشہ ان کا ادب کرتیں، ہر قدم پر ان کی خدمت کو باعثِ سعادت سمجھتیں اور زندگی کے نازک لمحات میں ان کے ساتھ بیگانگی کا نہیں بلکہ عام حالات سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ اپنائیت کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ یہی نہیں بلکہ ہماری بزرگ خواتین غموں کی دُھوپ میں اپنی والدہ کے لئے خود کو سائبان بنالیا کرتیں، خود دُکھ اور تکالیف جھیل کر بھی اپنی والدہ کو سُکھ پہنچایا کرتیں۔

تاریخ کے اوراق میں ایسے کثیر واقعات سنہری حروف سے لکھے ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوں اور خواتین کا اپنی ماؤں کے ساتھ اطاعت و خدمت کا جذبہ صرف اتفاقی نہیں تھا بلکہ اس میں ان کی عظیم ماؤں کا بھی کردار تھا، کیونکہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت ہی ایسے خوبصورت نقوش پر کیا کرتی تھیں جس سے ان کی اولاد اللہ و رسول کی فرماں بردار ہوا کرتی تھی اور یہ اللہ و رسول کی فرماں برداری ہی انہیں والدین کا بھی فرماں بردار بنادیتی تھی۔ لہٰذا آج کے والدین کو بھی چاہئے کہ شروع ہی سے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ بچے اور بچیاں بڑے ہو کر بھی اللہ پاک کے عبادت گزار، سچے عاشقِ رسول، صحابہ و اہلِ بیت سے محبت رکھنے والے، اولیائے کرام کو ماننے والے اور ماں باپ کے فرماں بردار ہی رہیں۔ چنانچہ عظیم ماؤں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کرنے کے متعلق چند نکات ملاحظہ کیجئے:

1۔ یوں تو ہر حال میں نماز روزے کا اہتمام اور نیکیوں کی جستجو جاری رکھنی چاہئے مگر ماں بننے والی عورت کو چاہئے کہ حمل

کے ایام میں بالخصوص نماز روزے، ذکر و دُرود، تلاوتِ قرآن وغیرہ میں زیادہ دلچسپی لے، اپنا زیادہ تر وقت نیک کاموں میں گزارے، فلموں ڈراموں اور گناہوں سے خود کو کوسوں دور رکھے، اعمال کے علاوہ افکار و خیالات بھی درست رکھے، اپنے ذہن میں صرف اچھے اور نیک خیالات کو ہی جگہ دے، آج کی سائنس بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ماں کی مُدّتِ حمل والی عادات و اطوار، حرکات و سکنات اور افکار و خیالات کسی حد تک بچے کی سوچ، طبیعت اور زندگی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

2۔ بچے کو دُودھ پلانے کی مدت میں بھی ان باتوں کا خیال رکھے اور دُودھ پلاتے ہوئے ذکر و تسبیح کا معمول اپنائے۔

3۔ حدیثِ پاک میں ہے: اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہلواؤ۔ (2) لٰہذا یہی کوشش کرتے ہوئے بچے کے سامنے وقتاً فوقتاً اللہ پاک کا نام لیا جائے تاکہ جب وہ بولنے کے قابل ہو تو سب سے پہلے اس کی ننھی زبان پر اللہ پاک کا نام ہی آئے، امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ بھی یہی ترغیب ارشاد فرماتے ہیں بلکہ اپنی نواسی کے لئے سب گھر والوں کو فرمایا ہوا تھا کہ اِن کے سامنے "اللہ اللہ کا ذکر کرتے رہیں تاکہ اس کی زبان سے پہلا لفظ "اللہ" نکلے آپ خود بھی اس کے سامنے ذِکرُ اللہ کرتے لٰہذا جب اس نے بولنا شروع کیا تو پہلا لفظ اللہ ہی بولا۔ (3)

4۔ بچہ یا بچی جب اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر کچھ چلنا پھرنا سیکھ لے تو اسے اس طرح نماز کا شوق دلائیے کہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی نماز کا سا وُضو کروائیے اور بڑے مُصلّے کے ساتھ ایک چھوٹا مصلّا بچھا کر اسے بھی اپنے برابر میں کھڑا کیجئے (بچی ہو تو تربیت کے لئے اسکارف وغیرہ کا اہتمام ضرور کیجئے)، آپ کی دیکھا دیکھی وہ خود ہی اپنے بچکانہ انداز میں نماز پڑھے گا، یوں بچپن ہی سے نماز کی طرف راغب ہو گا تو اِن شاءَ اللہ بڑا ہو کر پکا نمازی بنے گا۔

5۔ جب بچہ بچی تھوڑے بڑے ہوں تو انہیں اولیائے کرام اور بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم کے تربیت و اِصلاح اور کرامات وغیرہ کے واقعات سنائے جائیں اس سے بچوں کے دلوں میں ان اولیاء کی محبت پیدا ہو گی اور لاشعوری طور پر ان کی سیرت اپنانے کا جی چاہے گا۔ ہو سکے تو بچوں کے والد صاحب وقتاً فوقتاً انہیں مختلف اولیائے کرام کے مزارات پر لے جائیں اور با اَدب انداز میں اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دلوائیں اور فاتحہ و دعا کا سلسلہ کروائیں۔

6۔ والدین کو چاہیے کہ روزانہ مخصوص تعداد میں بچوں کو دُرودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دلائیں، یونہی تسبیحِ فاطمہ سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَر پڑھنے کا ذہن بنائیں، کچھ نہ کچھ اَذکار روزانہ کی روٹین میں بچوں کے لئے مخصوص کر دیں اس سے ان کی روحانی، اسلامی اور قلبی تربیت ہو گی۔

7۔ گھر میں ہر ماہ اگرچہ صرف گھریلو طور پر ہی سہی مگر محفلِ دُرود و سلام یا محفلِ گیارہویں شریف کا اہتمام ضرور کیجئے اور اس میں بطورِ نیاز کوئی عمدہ و لذیذ کھانا ہو تاکہ بچوں کو پتہ چلے کہ آج گھر میں ذکر و دُرود کی محفل ہے، گھر کے افراد بچوں سمیت ختم شریف میں شامل ہوں اِن شاءَ اللہ دینی اثرات مرتب ہونگے۔

8۔ بچوں کو گناہوں بھرے اور خرافات سے بھرپور چینلز دیکھنے سے بچانے کے لئے ٹی وی پر صرف مدنی چینل سیٹ کر لیجئے، مدنی چینل پر بچوں کے بہت بھی زبردست قسم کے پروگرام آتے ہیں، جلوس اور نعروں کے سلسلے ہوتے ہیں، اپنے بچوں کو بارہویں شریف، گیارہویں شریف اور دیگر مواقع پر مدنی چینل پر لگائے جانے والے نعروں کے جوابات سکھائیے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی اولاد کی نیک تربیت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 مصنف عبد الرزاق، 10/ 160، ماخوذاً 2 شعب الایمان، 6/397، حدیث: 8649 3 تربیتِ اولاد، ص100 ماخوذاً

اُمِّ فیضان مدنیہ عطاریہ
رکنِ پاکستان مشاورت شعبہ شب و روز دعوتِ اسلامی

سلائی کڑھائی

اُمُّ المومنین، بی بی عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت گھر میں کپڑے سی رہی تھیں کہ اچانک سوئی ہاتھ سے گر گئی اور ساتھ ہی چراغ بھی بجھ گیا۔ اتنے میں نور والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لے آئے تو سارا گھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کے نور سے روشن ہو گیا اور گمی ہوئی سُوئی بھی مل گئی۔[1] اسی طرح مروی ہے کہ ایک شخص اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ اپنا (ایک پرانا) نقاب سی رہی تھیں، اس نے عرض کی: اے اُمُّ المومنین! کیا اللہ پاک نے مال و دولت کی فراوانی نہیں فرما دی؟ آپ نے فرمایا: چھوڑو (ان باتوں کو، میرے نزدیک) وہ نئے کپڑوں کا حق دار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے۔[2]

معلوم ہوا کہ ہماری بزرگ خواتین اپنے کپڑے خود سلائی کیا کرتی تھیں، یہی نہیں بلکہ کپڑے پرانے ہونے کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے پھٹ جاتے تو ان کی مرمت بھی خود ہی کیا کرتی تھیں، یہی نہیں بلکہ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ادریس علیہ السّلام کپڑے سلائی کیا کرتے اور ہر ٹانکے پر سبحانَ اللہ کہتے تھے۔ جب شام ہوتی تو اس وقت تک روئے زمین پر کوئی بھی شخص عمل کے لحاظ سے آپ علیہ السّلام سے افضل نہ ہوتا۔[3] چنانچہ آج کی خواتین کو بھی چاہئے کہ دیگر گھریلو کام کاج کے علاوہ وہ کپڑے سلائی کرنا بھی ضرور سیکھیں، فی زمانہ کپڑے سلائی کرنا اب باقاعدہ ایک صنعت کی شکل اختیار کر چکا ہے، مگر پھر بھی گھریلو سطح پر اس کی افادیت کا انکار ممکن نہیں، لہٰذا اگر کسی اسلامی بہن کو سلائی نہیں آتی تو اسے چاہئے کہ وہ سیکھ لے اِن شآءَ اللہ فائدہ ہی ہوگا۔ اس کے بعد اس کام کو سیکھ کر وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مہارت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر آپ معاشی طور پر پریشان ہیں تو سلائی کا ہنر سیکھ کر گھر بیٹھے اسلامی بہنوں اور بچیوں کے کپڑے سی کر اچھی خاصی آمدنی حاصل کرسکتی ہیں۔ فی زمانہ معاشی بحران کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور باصلاحیت لوگوں کی ایک تعداد روزگار سے محروم ہے، شاید اس لئے کہ تعلیم کے حصول پر تو توجہ دی جارہی ہے، مگر فن سیکھنے کے معاملے میں مسلسل چشم پوشی سے کام لیا جارہا ہے۔ یاد رکھئے! تعلیم ایک اچھی چیز ہے جو انسان کو باشعور بناتی، معاشرتی آداب سکھاتی، زندگی گزارنے کے ڈھنگ بتاتی اور روزگار بھی دلاتی ہے مگر فی زمانہ تعلیم کے ساتھ ہنر کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، ان حالات میں جسے کوئی دستکاری آتی ہے وہ حالات کا آسانی سے مقابلہ کرسکتی ہے۔

اگر سلائی کے ساتھ کڑھائی بھی سیکھ لیں تو فوائد دوچند ہو سکتے ہیں، کیونکہ سلائی اور کڑھائی کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ جس طرح سلائی کے ذریعے کپڑے میں طرح طرح کی

ڈیزائننگ کی جاتی ہے، اسی طرح کڑھائی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے مثلاً جالی، پوٹہ، بندھن ویلا (بیچ میں ایک لائن کاٹ کر) اور ایک سوئی گاڈ (ایک لائن والی سلائی)۔ اس کا استعمال نمونوں، کاج، کناری، ترپائی اور بھرائی میں کیا جاتا ہے۔

سلائی کڑھائی ذریعہ آمدنی اور بچت دونوں کا ذریعہ سلائی کڑھائی کا فائدہ صرف پیسے کمانا ہی نہیں، اگر کوئی اسلامی بہن اسے آمدن کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتیں تو کم از کم اتنا تو کرنا ہی چاہئے کہ اپنے، اپنی بچیوں کے اور گھر کی دیگر خواتین کے کپڑے خود سی کر گھر کے بے قابو اخراجات پر کسی حد تک قابو پالیں اور اپنے خاوند کے کندھوں سے کچھ بوجھ ہی ہلکا کر دیں، کیونکہ آج کل ایک تو کپڑا بہت مہنگا ہو چکا ہے پھر سلائی بھی مہنگی ہے، متوسط طبقے کے لیے اخراجات پورے کرنا بہت مشکل نظر آتا ہے ایسے میں گھر کی خواتین کے کپڑے خود ہی سی لینا بھی آپ کی طرف سے خاوند کے لئے بہت بڑا اسہارا ثابت ہو گا۔

جو اسلامی بہنیں سلائی سیکھنے کی خواہشمند ہوں انہیں چاہئے کہ اپنے گھر کی ہی کسی ایسی اسلامی بہن سے یہ کام سیکھ لیں جسے سلائی کڑھائی کا کام آتا ہو بصورتِ دیگر اپنے رشتہ داروں میں نگاہ دوڑائیں کہ کس اسلامی بہن کو یہ کام آتا ہے اگر رشتہ داروں میں کوئی نہ ہو تو کسی قریبی پڑوسی خاتون کی مدد حاصل کریں۔ بہرحال سیکھنے کے ذرائع بہت ہیں، بس آپ حوصلے بلند رکھئے! جذبہ خود آپ کی رہنمائی کرے گا۔

اگر آپ Creative minded ہیں تو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، صرف بنیادی چیزوں کی سلائی سیکھ لیجئے۔ کپڑوں کی ڈیزائننگ آپ خود بھی کر لیں گی۔ ورنہ ڈیزائننگ کی کتاب یا نیٹ کا استعمال کر کے سلائی کڑھائی کے بہت سے کام سیکھے جاسکتے ہیں۔

کام کیسے شروع کیا جائے؟ عموماً سلائی مشین تقریباً ہر گھر میں موجود ہوتی ہے اگر نہیں ہے تو خرید لیجئے۔ پھر بازار سے کچھ کٹ پیس کپڑے خرید لائیے اور ابتداءً تکیے اور لحاف کے استر، میز پوش اور سبزی وغیرہ کے لئے چھوٹے چھوٹے تھیلوں کی سلائی کیجئے تاکہ ہاتھ میں صفائی پیدا ہو سکے۔ پھر سوٹ سینے کے معاملے میں پہلے چھوٹے بچوں بچیوں کے سوٹ اور فراکوں سے سلائی شروع کیجئے اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ بعض درزی، بچوں کے سوٹ کی سلائی کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوتے ورنہ سلائی زیادہ مانگتے ہیں۔ اکثر مائیں اس معاملے میں پریشان رہتی ہیں کہ بچوں کے کپڑے کس سے سلوائیں! یہ بہترین موقع ہے، ایک تو بچوں کے سوٹ سلوانے کی پریشانی دور ہو جائے گی، دوسرا سلائی کے پیسے بچ جائیں گے اور بچوں کے سوٹ کی سلائی کرتے کرتے کام میں مہارت بھی پیدا ہو جائے گی۔ جب آپ کو اپنے اندر خود اعتمادی محسوس ہو تو بڑے سوٹ بھی سینا شروع کر دیجئے لیکن اس میں بھی پہلے پہل صرف اپنے گھر کے سوٹوں کی سادہ سلائی کیجئے، پھر رفتہ رفتہ آسان ڈیزائن کی طرف توجہ دیجئے۔

سلائی کڑھائی سے گھریلو کاموں میں خلل نہ آئے اس کام کے لیے آپ اپنی مصروفیات مثلاً گھر کے کام کاج، نمازوں اور آرام وغیرہ کے علاوہ کچھ وقت مخصوص کر لیجئے۔ گھر کے کام کاج بھی پُھرتی سے نمٹاتی رہیے، تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے اور گھریلو ماحول پر بُرا اثر نہ پڑے۔ ممکن ہو تو اپنی والدہ، بہنوں، ساس اور نندوں کو اپنا معاون بنالیجئے اور انہیں بھی کام سکھائیے اگر وہ خود سلائی کڑھائی کرتی ہوں تو ان کی معاونت کیجئے اور کام سیکھئے۔ زندگی مشکل اور آسانی کے گٹھ جوڑ کا نام ہے۔ مشکل سے گھبرا کر حوصلہ ہارنے کے بجائے بہادری سے ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کیجئے۔ آپ کی محنت، لگن، شوق اور اخلاص سے ایک وقت آئے گا کہ سلائی کڑھائی کے ہنر میں ماہر ہو جائیں گی اور آپ کے لیے گھر کے دیگر کاموں کی طرح یہ کام بھی آسان ہو جائے گا۔ سلائی کے دوران کچھ مشکلات بھی آتی ہیں مگر یاد رکھئے! کام ہی کام کو آسان بناتا اور کاریگر کو طرح طرح کے گُر سکھاتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں رزقِ حلال کمانے اور اپنے ہنر کے چراغ سے دوسرے چراغ جلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 القول البدیع، ص302 2 طبقات ابن سعد، 8/58
3 تفسیر ابن کثیر، 5/214

کیا عورت کے لئے شوہر کا دادا اور نانا محرم ہیں؟

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے لیے جیسے اس کا سسر محرم ہوتا ہے، اسی طرح کیا اس کا دادا سسر اور نانا سسر یعنی شوہر کا دادا یا نانا محرم ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: عورت جس مرد سے نکاح کر لیتی ہے، اس مرد کے تمام آباؤ اجداد یعنی باپ، دادا، نانا، وغیرہ عورت کے محرم بن جاتے ہیں۔ لہٰذا عورت کا دادا اور نانا سسر یعنی شوہر کا دادا اور نانا بھی محرم ہے۔

محرم عورتوں کا بیان کرتے ہوئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ ترجمہ کنزُ الایمان: اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں۔(پ4، النسآء:23) اسی آیتِ کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: "حليلة الابن من الصلب وابن الابن وابن البنت وان سفل" یعنی بیٹے، پوتے اور نواسے نیچے تک کی بیویاں بھی محرمات میں شامل ہیں۔(بدائع الصنائع، 3/419) اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیرِ نعیمی میں ہے: "ابناء سے مراد ساری اولاد ہے بیٹا، پوتا، نواسہ وغیرہ"(تفسیر نعیمی، 4/577)

محرمات کا بیان کرتے ہوئے فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "وحليلة ابن الابن وابن البنت وان سفلن لقوله تعالىٰ وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ" یعنی اپنے پوتے اور نواسے کی بیویوں سے نکاح کرنا جائز نہیں، اللہ عزوجل کے فرمان "ترجمہ کنزُ الایمان: (تم پر حرام ہوئیں) تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں" کی وجہ سے۔(خزانۃ الفقہ، ص103)

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا: "رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں؟ اور کن کن سے ناجائز؟" اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امامِ اہلسنّت رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ، دادا، نانا، جو اس کی اولاد میں ہو، جیسے بیٹا، پوتا، نواسا، ان کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/467)

محرمات کا بیان کرتے ہوئے بہارِ شریعت میں ہے: "بیٹے پوتے وغیرہما فروع کی بیبیاں" (بہار شریعت، 2/22)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دار الافتاء اہلسنت کے مفتی محمد انس رضا عطاری کی کتاب رسم و رواج کی شرعی حیثیت سے ماخوذ، ان کی زیر نگرانی
(ترمیم و اضافے کے ساتھ) مستقل سلسلہ

رسم کا تعارف گود بھرائی ایک ایسی رسم ہے جس کیلئے منعقد تقریب میں حاملہ عورت کو مبارک باد دینے کے علاوہ نومولود بچے کا خاندان میں خیر مقدم کرنے کے ساتھ ساتھ حاملہ ماں کیلئے ماں بننے کی ڈھیروں خوشیوں کی برکت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ گود بھرائی کی رسم صرف پاک و ہند ہی میں رائج نہیں بلکہ اب یہ تقریب مغربی دنیا میں بھی رائج ہے جہاں اسے عام طور سے بے بی شاور (Baby Shower) کہا جاتا ہے۔

رسم کا وقت اور طریقہ کار یہ رسم عام طور پر حمل کے آٹھویں ماہ میں یا اس کے اختتام پر ادا کی جاتی ہے۔ چنانچہ خاندان کی عورتیں جمع ہو کر حاملہ عورت کی گود میں سات قسم کے پھل یا خشک میوہ جات ڈالتی ہیں، بعد میں یہ پھل عورتوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں، اچھی فال سمجھتے ہوئے بے اولاد عورت کو خصوصاً یہ پھل دیا جاتا ہے۔

شرعی حکم فی نفسہٖ مذکورہ حد تک اس رسم میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، لیکن اس معاملے میں کئی مقامات پر جو طرح طرح کی خرافات اور خرابیاں پائی جاتی ہیں ان سے ہر حال میں بچنا لازم و ضروری ہے۔ مثلاً چند ایک خرابیاں یہ ہیں:

(1) گود بھرائی کی رسم میں ناچ گانے پر مشتمل فنکشن وغیرہ کرنا، بے پردگی و مخلوط ماحول یہ سب افعال حرام ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے۔ (2) اسی رسم سے جڑی خرافات میں سے ہے کہ اس میں ایسی عورت جو بیوہ ہو یا جو بے اولاد ہو یا جس کے ہاں مردہ بچہ پیدا ہوا ہو ان خواتین کو شریک نہیں ہونے دیا جاتا، خواہ وہ حاملہ کی قریبی عزیز اور سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہی کیوں نہ ہوں۔ چونکہ یہ فعل ان خواتین کو منحوس سمجھ کر کیا جاتا ہے، لہٰذا یقینی بات ہے کہ اس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے اور یہ کسی صورت درست نہیں، اسلام ایسی حرکات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ ایسے افکار و خیالات کا اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں، چنانچہ ایسا کرنے والیوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر ان حرکتوں کے سبب کسی دکھی عورت کے دل سے بد دعا نکل گئی اور اللہ پاک ناراض ہو گیا اور اس کی آفت بچے پر یا اس کی ماں پر آگئی تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟

(3) بعض مقامات پر دلہن جس دن گھر آتی ہے اسی دن یا گود بھرائی والے دن دیگر رسومات کے ساتھ ساتھ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کی گود میں ایک لڑکا ڈالا جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ دلہن کی پہلی اولاد بیٹا ہو گا۔ گویا اس طرح دلہن کی ذہن سازی کی جاتی ہے کہ تم نے بیٹا ہی جننا ہے اور یہ بات دلہن کو پریشان کرتی ہے، یاد رہے! بیٹا ہو یا بیٹی یہ سب اللہ پاک کی عطا ہے جسے چاہے بیٹے دے اور جسے چاہے بیٹیاں۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ پاک سے یوں دعا کریں بیٹوں کے طلب گاروں کو بیٹے اور بیٹیوں کے طلب گاروں کو بیٹیاں عطا فرما۔

خواتین کو چاہئے کہ ایسی رسموں کی ادائیگی کرنا چاہیں تو بھلے کریں مگر خدارا کسی کی دل آزاری و تکلیف کا سبب نہ بنیں، کہ یہ سراسر جہالت ہے، نیز خود بھی فضول خرافات سے بچیں اور دوسری خواتین کو بھی بچائیں، تاکہ اللہ پاک ہم سب سے راضی ہو اور ہم پر رحم و کرم فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

شکر

بنتِ شاہنواز عطاریہ

بلاشبہ پوری کائنات اللہ پاک کی نعمتوں کی بارش میں نہارہی ہے بلکہ مخلوق پر اس کی نعمتوں کا بہاؤ طوفانی بارشوں اور سیلابی ریلوں سے تیز تر ہے، انسان ہو یا حیوان، کافر ہو کہ مسلمان، کوئی اس کی نعمتوں کے دائرے سے باہر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سر کی چوٹی سے قدموں کے ناخنوں تک نہ صرف ہمارا پورا وجود بلکہ مال و دولت، گھر بار و کاروبار، زمین و جائداد وغیرہ ہر ہر چیز اسی کی دی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔[1] اور فرمایا: مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ٘ ترجمۂ کنز الایمان: اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔[2]

ہر مذہب و ملّت اور علاقہ و قوم کا دستور ہے کہ اپنی تہذیب و روایات کے مطابق اپنے اوپر احسان و بھلائی کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے، یہ دُنیاوی طور پر بھی اچھا ہے اور دینی طور پر بھی ہمیں اس کا حکم ہے کہ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کریں۔[3] تو جس رب کے ہم پر اتنے احسانات ہیں وہ شکریہ ادا کئے جانے کا بھی سب سے حقدار ہے۔ نیز اس نے ہمیں خود بھی قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو۔[4] تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: اللہ پاک کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔ لہٰذا ہمیں صرف زبانی طور پر ہی نہیں بلکہ جسم کے ہر رگ و ریشے کے ساتھ شکرِ خدا میں مصروف رہنا چاہئے کہ ✲ شکر اعلیٰ درجے کی عبادت ہے ✲ شکر کی توفیق عظیم سعادت ہے ✲ شکر میں نعمتوں کی حفاظت ہے ✲ شکر نعمتوں میں اضافے کا سبب ہے ✲ شکر کرنا اللہ پاک کی اطاعت ہے ✲ شکر میں نعمتوں کی بقا ہے ✲ شکر ترکِ معصیت ہے ✲ شکر معرفتِ نعمت ہے ✲ اور شکر صحابیات و صالحات بلکہ انبیائے کرام کی عادات میں سے ہے۔ شکر کا ایک طریقہ اطاعت و عبادت بھی ہے جیسا کہ تفسیر خازن میں فرمانِ خداوندی وَاشْكُرُوْا لِیْ[5] کا معنیٰ یہ بیان کیا گیا ہے کہ میری اطاعت کر کے میرا شکر ادا کرو۔[6]

آخری و پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، دودھ نوش کر کے، لباس پہنتے وقت سواری پر سوار ہوتے وقت غرض مختلف مواقع پر اللہ پاک کا نام لیتے اور اس کے احسان و نعمت کا شکر بجالاتے بلکہ شکرانِ نعمت کی خاطر اس قدر کثرت سے عبادت کرتے کہ نرم و نازک مبارک قدموں میں ورم آجاتا، جب عرض کی جاتی کہ آپ ایسا کرتے ہیں آپ کے سبب تو اللہ پاک نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ تو فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟[7] نیز تعلیمِ امت کیلئے اللہ پاک کی بارگاہ میں شکرانِ نعمت کی توفیق و مدد کیلئے یہ دُعا بھی مانگا کرتے: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ[8] یعنی اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔ اللہ پاک ہمیں شکرانِ نعمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1 پ 14، النحل: 53 2 پ 5، النساء: 79 3 ابو داود، 4 / 335، حدیث: 4811 4 پ 2، البقرۃ: 172 5 پ 2، البقرۃ: 152 6 تفسیر خازن، 1 / 103 7 بخاری، 3 / 328، حدیث: 4836 8 ابو داود، 2 / 123، حدیث: 1522

ناشکری

سلسلہ | اخلاقیات

ہمشیرہ غلام مصطفےٰ عطاریہ مدنیہ
جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

ناشکری اور احسان فراموشی خواہ انسانوں کے احسانات کی ہو یا اللہ پاک کے انعامات کی ہو بہر حال دینی اور دنیاوی اعتبار سے بری اور قابلِ مذمت ہے۔ناشکری یہ ہے کہ انسان اللہ پاک کی نعمتوں سے چشم پوشی کرے اور انہیں فراموش کر دے۔[1] حدیثِ قدسی میں رَب کو بھول جانے کو بھی ناشکری قرار دیا گیا ہے۔[2] ناشکری صرف اللہ پاک ہی کو نہیں بلکہ بندوں کو بھی ناپسند ہے مثلاً آپ کسی کی مصیبت میں اس کے کام آئیں اور بغیر کسی لالچ کے اس کے دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا کریں پھر وہ آپ کے احسانات بھول جائے تو یقیناً آپ کو برا لگے گا، جب لوگوں کو اپنے احسانات کی ناشکری سخت ناگوار گزرتی ہے تو اللہ پاک کو اپنے احسانات کا بھلا دیا جانا کس قدر ناپسند ہو گا۔ مگر افسوس فی زمانہ شکرانِ نعمت کا جذبہ کم اور ناشکری کا رجحان بہت بڑھ چکا ہے، بد قسمتی سے مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں ناشکری کی خصلت زیادہ پائی جاتی ہے، حدیثِ پاک میں عورتوں کے جہنم میں جانے کا ایک خصوصی سبب بھی ان کی احسان فراموشی اور ناشکری ہی بیان کیا گیا ہے۔[3] اللہ پاک کے انعاموں اور انسانوں کے احسانوں کی ناشکری والی منحوس اور بری عادت میں نوے فیصد مرد و عورت گرفتار ہیں بلکہ عورتیں تو ننانوے فیصد اس بلا میں مبتلا ہیں۔[4]

عورتوں کی ناشکری کا محور عموماً گھریلو زندگی ہوتی ہے خصوصاً جب وہ اپنے آس پاس کے خوشحال گھرانوں کے متعلق سوچتی ہیں تو رہن سہن، کھانے پینے، اوڑھنے پہننے وغیرہ کے متعلق ایسی کئی باتیں اپنی زبان پر لے آتی ہیں جن میں اللہ پاک کی ناشکری اور شوہر کی احسان فراموشی واضح ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اللہ پاک سے شکوہ اور اس کی تقسیم پر اعتراضات والے ایسے جملے بھی بول جاتی ہیں کہ ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ لہٰذا ناشکری سے ہر دم بچتی رہئے کہ یہ زوالِ نعمت کا سبب ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جن نعمتوں سے محرومی کی وجہ سے آپ ناشکری کر رہی ہوں اس کی وجہ سے حاصل شدہ نعمتیں بھی چھین لی جائیں۔ کسی بزرگ رحمۃُ اللہِ علیہ کا فرمان ہے: نعمتیں جنگلی جانوروں کی طرح (آزاد ہوتی) ہیں انہیں شکر کے ذریعے قید کر لو۔[5]

یاد رکھئے! ناشکری بہت صاحبِ مرتبہ لوگوں کی ہلاکت اور ناز و نِعَم والوں کی تباہی کا سبب بن چکی ہے، قرآنِ کریم میں ایسے متعدد لوگوں اور قوموں کا تذکرہ موجود ہے جنہیں اللہ پاک نے نعمتیں عطا فرمائیں اور پھر ان کی ناشکری کی وجہ سے وہ نعمتیں چھین لیں جیسا کہ یمن کے شہر مآرب میں آباد قبیلہ سَبا والوں سے نہایت دلکش اور پُر کشش نعمتیں چھن جانے کا سبب یہ بیان کیا گیا: ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْاؕ-وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ۝ ترجمۂ کنزُ الایمان: ہم نے انہیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اُسی کو جو ناشکرا ہے۔[6] ایک بزرگ رحمۃُ اللہِ علیہ بیان فرماتے ہیں: کسی نبی نے اللہ پاک سے بلعم بن باعوراء کے بارے میں پوچھا: وہ اتنی نشانیوں اور بزرگیوں کے بعد کیسے مردود ہو گیا؟ تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: جو کچھ میں نے اسے دیا تھا، اس پر اس نے ایک دن بھی میرا شکر ادا نہیں کیا، اگر وہ ایک مرتبہ بھی میرا شکر ادا کر لیتا تو میں اس سے اپنی عطائیں سلب نہ فرماتا۔[7]

---

❶ حدیقہ ندیہ، 2 / 100 ❷ معجم اوسط، 5 / 261، حدیث:7265 ❸ بخاری، 1 / 23، حدیث: 29 ماخوذاً ❹ جنتی زیور، ص 125 ❺ قوت القلوب، 1/ 349 ❻ پ22، سبا:17 ❼ منہاج العابدین، ص199

بنتِ محمد اکرم عطاریہ
گلشنِ معمار کراچی

غلط فہمی

امّی! میں نے کہہ دیا ہے، میں کل سے جامعۃُ المدینہ نہیں جاؤں گی۔۔ آمنہ نے جامعہ سے آتے ہی صَدا لگائی، تا کہ کچن میں موجود طاہرہ خاتون اس کی آواز بآسانی سُن لیں، انہوں نے حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھا، جو یہ کہہ کر کمرے میں چلی گئی تھی۔

یہ کون سا طریقہ ہے بیٹا! آپ جامعہ سے آئیں، سلام کیا نہ یونیفارم تبدیل کیا۔ کچن سے فارغ ہو کر طاہرہ خاتون کمرے میں آئیں اور آمنہ کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کر سَرزَنش کی۔

بَس امّی! میں اب نہیں جاؤں گی، آمنہ نے منہ بگھارتے ہوئے کہا۔۔ بیٹی ہوا کیا ہے، کچھ پتہ تو چلے؟ طاہرہ خاتون نے نرمی سے پوچھا۔۔ امّی! آپ کو نہیں پتا، باجیاں سب کو ایک نظر سے نہیں دیکھتیں، بس اچھا پڑھنے والی طالبات پر ہی توجّہ دیتی ہیں، ان کا ہوم ورک مکمل نہ ہو تو کچھ نہیں کہتیں۔ یاد کرنے اور لکھنے کا اِتنا سارا کام دے دیتی ہیں، جیسے ہمیں گھر میں اور کوئی کام نہ ہو، ہر وقت پڑھتے رہو اور آج بھی مجھے سب کے سامنے ڈانٹا۔۔ آمنہ ایک سانس میں بولتی ہی چلی گئی۔۔ اور آخری جملہ بولتے ہوئے روہانسی ہو گئی۔۔

بیٹا! ایسا نہیں ہوتا، یہ آپ کی غلط فہمی ہے، جو بچیاں پڑھائی میں اچھی ہوتی ہیں، وہ خود بخود پڑھانے والی باجی کی توجّہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں، طاہرہ خاتون پیار سے سمجھانے لگیں۔۔ اچھا یہ بتائیں! کیا آپ نے آج کے ٹیسٹ میں کامیابی حاصل کی؟ آمنہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ کیا باجی نے صرف آپ کو ہی ڈانٹا؟ اس نے پھر نفی میں سر ہلایا۔۔ کیا آپ نے باجی کی توجّہ حاصل کرنے والا کوئی کام کیا؟ ایک بار پھر آمنہ کو انکار ہی کرنا پڑا۔۔

بیٹا! پھر تو آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے، یہ استانی کی غیبت اور بے ادبی میں شمار ہوتا ہے اور یہ آپ کے لئے نقصان دہ بھی ہے، اس طرح آپ فیض حاصل نہیں کر سکیں گی، آپ کو سبق یاد نہیں ہوگا، آپ کو علم سے فائدہ حاصل نہیں ہوگا، طاہرہ خاتون ماتھے پر شکنیں ڈالے فکر مندانہ انداز میں پیار سے سمجھانے لگیں، وہ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی کو عالمہ بننے میں ذاتی دلچسپی نہیں ہے، وہ تو صرف اپنے پیر و مرشد کی اس خواہش پر ”کہ ہر گھر میں ایک عالم ضرور ہو“ آمنہ کو عالمہ بنانا چاہتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر بولیں: بیٹا! میں نے ایک جگہ پڑھا تھا: استاد کی ناشکری وبے ادبی خوفناک بلا اور تباہ کُن بیماری ہے اور علم کی برکتوں کو ختم کرنے والی ہے۔[1] شاید اس لئے آپ کو سبق یاد نہیں ہوتا، بیٹا! کل کو آپ جب خود استانی بنیں گی تو آپ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ آئے گی کہ استانی کے لئے سب برابر ہوتے ہیں۔۔ سوری امّی! آپ صحیح کہہ رہی ہیں، میری غلطی ہے، مجھے ٹیسٹ ٹھیک سے یاد نہیں تھا اور میں خود ہی کم توجّہ دیتی ہوں، جبکہ باجی تو کہتی رہتی ہیں کسی کو سمجھ نہیں آیا تو پوچھ لیں، آمنہ نے سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔۔۔

شاباش میری پیاری بچی! استانی بھی والدین کی طرح ہوتی ہیں، جیسے والدین اپنے بچوں کو ڈانٹ دیتے ہیں، اِسی طرح غلطی پر استانی بھی ڈانٹنے کا حق رکھتی ہیں، اگر وہ سختی سے پیش نہ آئیں تو آپ پڑھائی میں کمزور رہ جائیں گی۔

جی امّی! میں آئندہ ایسے نہیں کہوں گی، پابندی سے جامعۃُ المدینہ بھی جاؤں گی اور پڑھائی میں دل بھی لگاؤں گی، آمنہ نے جواب دیا۔

شاباش! چلیں اب آپ مُنہ ہاتھ دھو کر کپڑے تبدیل کریں اور کھانا کھالیں۔۔۔ اور ہاں! آرام کرنے سے پہلے نماز لازمی پڑھ لیجئے گا۔۔۔ جاتے جاتے پلٹ کر طاہرہ خاتون نے عادت کے مطابق نماز کی تاکید بھی کی۔

---

1 فتاویٰ رضویہ، 416/24

خوفِ خدا میں رونے کی اہمیت

فرسٹ: بنتِ فاروق (کراچی)

خوفِ خدا سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ اَمر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو، مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چُھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر، جبکہ خوفِ خدا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کی بے نیازی، اس کی ناراضی و گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبرا جائے۔[1]

خوفِ خدا سے رونے کے فضائل ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ (پ10، التوبہ:82) ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے۔ (پ15، بنی اسرائیل:109)

وہ آنکھ جسے جہنم کی آگ نہ جلائے گی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں، جنہیں جہنم کی آگ نہیں جلائے گی، وہ آنکھ جو رات کے درمیانی حصّے میں خدا کے خوف سے روتی ہے اور وہ آنکھ جو رات اس طرح گزارتی ہے کہ اللہ پاک کی راہ میں چوکیداری کرتی ہے۔[2] اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے اس آنکھ کو آگ پر حرام کر دیا، جو اللہ پاک کے خوف سے رو پڑی اور وہ آنکھ جو دنیا میں رہ کر جنّتُ الفردوس کے لئے رو پڑی اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو مسلمان پر تکبر و غرور کرتا ہے اور اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے۔ ہلاکت ہے اس کے لئے، پھر ہلاکت ہے اس کے لئے، پھر ہلاکت ہے اس کے لئے۔[3]

جو اللہ پاک کے خوف سے روئے وہ جہنم میں نہ جائے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ (پ27، النجم:59، 60) تو اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم رو پڑے، یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے، جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کو روتے ہوئے سنا تو آپ بھی ان کے ساتھ رو پڑے، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رونے پر ہم سب بھی رو پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ پاک کے خوف سے رو پڑا اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ پاک ایسے لوگوں کو لائے گا، جو گناہ کریں گے اور وہ ان کو معاف فرما دے گا۔[4] ایک اور جگہ ارشادِ پاک ہے: خوفِ خدا سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہوگا حتی کہ دودھ تھن میں واپس آجائے۔[5]

خوفِ خدا میں بہنے والے آنسو اللہ پاک کے نزدیک کوئی قطرہ اللہ پاک کے خوف سے بہنے والے آنسو یا اللہ پاک کی راہ میں بہنے والے خون کے قطرے سے زیادہ محبوب نہیں۔[6] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے خوف سے میرا ایک آنسو بہانا میرے نزدیک پہاڑ برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔[7]

عرشِ الٰہی کا سایہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس دن عرشِ الٰہی کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اس دن اللہ پاک سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ان میں سے ایک وہ ہے جو تنہائی میں اللہ پاک کو یاد کرے اور (خوفِ خدا) سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں۔[8] ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کریں

اور خوفِ خدا سے روئیں، ربِّ کریم سے اس کی دعا کریں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دعا کرتے تھے: اے اللہ پاک! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما، جو خوب بہنے والی ہوں اور تیرے خوف سے آنسو بہا بہا کر دل کو شفا بخشیں، اس سے پہلے کہ آنسو خون میں اور داڑھی انگاروں میں تبدیل ہو جائے۔[9]

سیکنڈ: بنتِ طارق (لاہور)

خوفِ خدا سے رونا اللہ والوں کی ادا ہے۔ یہ بھی ایک عظیم عطائے الٰہیہ ہے، اس کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔ **خوفِ خدا میں رونے کے فضائل** رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو اللہ پاک کے خوف سے روتا ہے، وہ ہر گز جہنم میں داخل نہیں ہو گا، حتّٰی کہ دودھ تھن میں واپس آجائے۔[10] **بخشش کا پروانہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک کے خوف سے روئے، وہ اس کی بخشش فرما دے گا۔[11] **بلا حساب جنت میں داخلہ** اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کیا آپ کی اُمت میں سے کوئی بلا حساب بھی جنت میں جائے گا؟ فرمایا: ہاں! وہ جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔[12] **پسندیدہ قطرہ** رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کو اس قطرے سے بڑھ کر کوئی قطرہ پسند نہیں جو اس کے خوف سے بہے یا خون کا وہ قطرہ جو اس کی راہ میں بہایا جائے۔[13] **آگ نہ چھوئے گی** حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی، ایک وہ جو رات کے اندھیرے میں ربِّ کریم کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو راہِ خدا پاک میں پہرہ دینے کے لئے جاگے۔[14] **خوفِ خدا سے رونے کی فضیلت** فرمانِ مصطفےٰ: وہ جہنم میں داخل نہ ہو گا جو اللہ پاک کے ڈر سے رویا ہو۔[15] **آنسو نہ پونچھو** امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو رونا آئے تو وہ آنسوؤں کو کپڑے سے صاف نہ کرے، بلکہ رُخساروں پر بہہ جانے دے کہ وہ اسی حالت میں ربِّ کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔[16] **آگ نہ چھوئے گی** حضرت کعبُ الاحبار رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: خوفِ خدا سے آنسو بہانا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں، اس لئے کہ جو اللہ پاک کے ڈر سے روئے، اس کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جائے تو آگ اس کو نہ چھوئے گی۔[17]

تھرڈ: بنتِ رضوان عطاریہ (ملیر کراچی)

خوفِ خدا سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو، مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر۔ جبکہ خوفِ خدا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کی بے نیازی، اس کی ناراضی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔[18] خوفِ خدا میں رونا نہایت عظیم صفت ہے اور اس کے بے شمار فضائل منقول ہیں۔ **خوفِ خدا میں رونے کے فضائل: (1)** اللہ پاک کے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مومن بندے کی آنکھوں سے اللہ پاک کے خوف کی وجہ سے آنسو نکل جائیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر آجائیں تو اللہ پاک اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔[19] **(2)** جو اللہ پاک کے خوف سے روئے وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے۔[20] **(3)** اللہ پاک کے نزدیک کوئی قطرہ اللہ پاک کے خوف سے بہنے والے آنسو یا اللہ پاک کی راہ میں بہنے والے خون کے قطرے سے زیادہ محبوب نہیں۔[21] **(4)** جس دن عرشِ الٰہی کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ اس دن اللہ پاک سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ان میں سے ایک وہ ہے جو

تنہائی میں اللہ پاک کو یاد کرے اور (خوفِ خدا کے سبب) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں۔[22] (5) اسلام کے پہلے خلیفہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس سے ہوسکے وہ (خوفِ خدا سے) روئے اور جسے رونا نہ آئے تو وہ رونے جیسی صورت ہی بنالے۔[23] (6) حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کی آنکھ خوفِ خدا میں آنسو بہاتی ہے روزِ قیامت نہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا نہ ہی اسے ذِلّت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب اس کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ پاک پہلے قطرے سے دوزخ کے شعلوں کو بجھادیتا ہے۔ اگر کسی اُمت میں ایک بھی شخص خوفِ خدا سے روتا ہے تو اس کی برکت سے اس اُمت پر عذاب نہیں کیا جاتا۔[24] (7) حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ پاک کے خوف سے میرا ایک آنسو بہانا میرے نزدیک پہاڑ برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔[25] البتہ! یہ امر بھی پیشِ نظر رہے کہ خوفِ خدا میں رونا اگرچہ بڑی عظیم سعادت ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنا اور فرائض و واجبات کو ادا کرنا بھی نہایت اہم ہے۔ درحقیقت خوفِ خدا والا بندہ وہی ہے جو اللہ کریم کی نافرمانیوں سے بچے۔ اللہ پاک ہمیں اپنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مطیع و فرمانبردار بنائے اور ہمیں اپنے خوف میں رونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

یارب! میں ترے خوف سے روتی رہوں ہر دم
دیوانی شہنشاہِ مدینہ کی بنا دے

قیامت کے دن اعضا گواہی دیں گے

فرسٹ: بنتِ محمد شفیع (راولپنڈی)

ہر ایک نے مرنا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ-وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ (پ4، اٰلِ عمران:185) ترجمۂ کنز الایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔ **قیامت کی ہولناکیاں** قیامت کا دن ہولناکیوں کا دن ہوگا۔ یہ ایسا دن ہوگا جب انسان کی اپنی ذات اسکے خلاف گواہ ہوگی۔ قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا ذکر قرآنِ کریم میں سینکڑوں جگہ کیا گیا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْۚ-اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ(۱) یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ(۲) (پ17، الحج:1-2) ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے۔ انسان اس دنیا میں اللہ پاک کا نائب بنا کر بھیجا گیا ہے۔ جو عمل وہ کرتا ہے چاہے اچھے ہوں یا بُرے مرنے کے بعد ان سب کا برابر انصاف سے حساب لیا جائے گا، اسی لیے قیامت کا دن بہت ہی بڑا دن ہوگا۔ **مضبوط گواہ** جب ہر انسان کا نامۂ اعمال اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا، پھر گواہی کیلئے انسان کو ہی کہا جائے گا، لیکن وہ مکر جائے اور تو عرض کرے گا: یاالٰہی! میں نے تو یہ گناہ کئے ہی نہیں! اللہ پاک ارشاد فرمائے گا: میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں۔ وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھے گا، لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا: یارب! وہ گواہ کہاں ہیں؟ تو اللہ کریم اس کے اعضا کو گواہی دینے کا حکم دے گا۔ کان کہیں گے: ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں۔ آنکھیں کہیں گی: ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا۔ زبان کہے گی: ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا۔ اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے: ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے۔[26] سورۂ نور میں اللہ پاک فرماتا ہے: یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۲۴) (پ18، النور:24) ترجمہ کنز الایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔ **گواہی کا مطلب** حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: مذکورہ

اعضا کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم اپنی قدرتِ کاملہ سے انہیں بولنے کی قوت عطا فرمائے گا، پھر ان میں سے ہر ایک اُس شخص کے بارے میں گواہی دے گا کہ وہ ان سے کیا کام لیتا رہا۔[27] سورۂ یٰسین میں ارشاد ہے: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ(۶۵) (پ23، یٰس:65) ترجمہ کنزالایمان: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کردیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔ الغرض قیامت میں جو کچھ ہو گا قرآنِ کریم نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے، یعنی پہلے زلزلوں اور دھماکوں کا ہونا، پھر دنیا کا فنا ہو جانا، حتّٰی کہ پہاڑوں کا بھی ریزہ ریزہ ہو جانا، پھر سب انسانوں کا زندہ کیا جانا، پھر حساب کیلئے میدانِ محشر میں حاضر ہونا اور وہاں سب کے سامنے اعمال نامے کا آنا، خود انسان کے اعضاء کا اسی کے خلاف گواہی دینا، پھر ثواب یا عذاب یا معافی کا فیصلہ ہونا اور اس کے بعد لوگوں کا جنت یا دوزخ میں جانا۔ اللہ پاک ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ روزِ محشر ہمیں رُسوا نہ ہونا پڑے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

سیکنڈ: بنتِ عرفان (گلستانِ جوہر کراچی)

حساب حق ہے اور اعمال کا حساب ہونے والا ہے، چنانچہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہر آدمی کے گلے میں اس کا نامہ اعمال ہوتا ہے جس میں اسکے عمل کا حساب لکھا جاتا اور موت کے وقت لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر وہ نامہ اعمال اس وقت کھولا جائے گا جب بندے کو قیامت کے دن دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اسے حکم ہو گا: اِقْرَاْ كِتٰبَكَؕ-كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًاؕ(۱۴) (پ15، بنی اسرائیل:14) ترجمہ کنز الایمان: فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔[28]

اللہ پاک مومن، کافر اور منافق پر اعمال پیش فرمائے گا

حضرت ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بروزِ قیامت مومن کو حساب کے لئے بلایا جائے گا، پھر اللہ پاک اس پر ان اعمال کو پیش فرمائے گا جنہیں ربِّ کریم اور بندے کے سوا کوئی نہیں جانتا ہو گا، وہ اقرار کرتے ہوئے کہے گا: اے رب! میں نے یہ بھی کیا، وہ بھی کیا اور فلاں کام بھی کیا تھا۔ اللہ پاک اس کے گناہ معاف فرما کر چھپا دے گا اور زمین پر کوئی مخلوق ایسی نہ ہو گی جس نے ان گناہوں میں سے کچھ بھی دیکھا ہو۔ اب بندے کی نیکیاں ظاہر ہوں گی تو وہ چاہے گا کہ سب لوگ انہیں دیکھیں۔ پھر کافر اور منافق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا اور ربّ کریم ان پر ان کے اعمال پیش فرمائے گا، وہ انکار کرتے ہوئے کہے گا: اے ربّ! تیری عزت کی قسم! فرشتے نے میرے نامۂ اعمال میں وہ عمل لکھ دیئے، جو میں نے کئے ہی نہیں! فرشتہ اس سے کہے گا: کیا تو نے فلاں دن فلاں جگہ یہ کام نہیں کیا تھا؟ تو وہ کہے گا: اے ربّ! تیری عزت کی قسم! میں نے یہ نہیں کیا تھا۔ جب وہ انکار کرے گا تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔[29] معلوم ہوا! کافر اور منافق اللہ پاک کی بارگاہ میں جھوٹ بولتے ہوئے اپنے گناہوں کا انکار کریں گے تو اللہ پاک ان کے منہ پر مہر لگا دے گا (یعنی ان کی زبان بند ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے) اور ان کے جسم کے اعضا (آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں، گوشت، ہڈیاں، کھالیں وغیرہ) ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ قرآنِ پاک میں اس کا ذکر کچھ یوں ہوا ہے: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ(۶۵) (پ23، یٰس:65) ترجمہ کنز الایمان: آج ہم ان کے منہ پر مہر کردیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔ ایک مقام پر ہے: وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ (پ24، حٰمٓ السجدۃ:22) ترجمہ کنز الایمان: اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں۔[30] جبکہ مومن کے لئے نجات اور براءت ہے کہ وہ اپنے گناہوں کا فوراً اقرار کر لے گا اور دل ہی دل میں ڈرے گا اور سوچے گا کہ اب میں پکڑا گیا، عذاب میں گرفتار ہوا، پھر

اللہ کریم اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل کر بخش دے گا۔ بندۂ مومن جب اپنا اعمال نامہ دوبارہ دیکھے گا تو اس کی بُرائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کیا جاچکا ہو گا۔[31] **سب سے پہلے کونسا عُضو کلام کرے گا؟** حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت تم اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے منہ پر مہر ہوگی اور آدمی کے اعضا میں سب سے پہلے اس کی ران اور ہتھیلی کلام کرے گی۔[32] اللہ پاک ہماری، ہمارے والدین، معلمات اور پیر و مرشد کی بے حساب بخشش فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

موجودہ دور میں پائی جانے والی قیامت کی 5 نشانیاں

فرسٹ: بنتِ محمد اکرم (گلشنِ معمار کراچی)

قیامت کے دن پر ایمان لانا مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ مسلمان کو نیکیوں پر استقامت اور بُرائیوں سے نفرت کی ترغیب دلاتا ہے، کیونکہ جب تک انسان کو سزا کا خوف نہ ہو، یہ جرائم سے بچ نہیں سکتا، اسی طرح جس کا عقیدہ قیامت پر پختہ نہیں، وہ گناہوں سے پوری طرح بچ سکتا ہے نہ ہی عبادات کی بجا آوری میں مشقت اُٹھا سکتا ہے۔ قیامت کا دن برحق ہے، خواہ کوئی مانے یا نہ مانے، ہمارا ایمان ہے کہ انسان وحیوان، زمین و آسمان سمیت سارا جہان اور اس کائنات کی ہر ہر چیز ایک دن فنا ہو جائے گی، صرف اللہ پاک کی ذات ہی باقی رہے گی، دنیا فنا ہونے یعنی قیامت برپا ہونے سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی، جن میں سے چند یہ ہیں:

(1) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مہینے کی مانند، مہینا ہفتے کی مانند، ہفتہ دن کی مانند اور دن ایسا ہو جائے گا کہ جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور بھڑک کر بجھ گئی (یعنی وقت بہت جلد گزرے گا)۔[33] یہ نشانی آج کے وقت کی عکاس ہے کہ تیز رفتار گاڑیوں، تیز ترین سواریوں، تیز ترین مواصلات اور جدید ٹیکنالوجی کے باوجود ہر کوئی یہی کہتی نظر آتی ہے: میرے پاس وقت نہیں ہے۔ دین کے لئے، فرائض کے لئے، حقوق العباد کے لئے ٹائم نہیں ملتا۔ (2) ملکِ عرب میں کھیتی، باغ اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔[34] ملکِ عرب جہاں پہاڑ ہی پہاڑ قدرتِ الٰہی کا شاہکار ہیں، صحرا اور ریت ہے، وہاں بھی کھیتی باڑی کو فروغ مل رہا ہے اور آنے والے چند سالوں میں موسمیاتی تبدیلی کے باعث عرب کے صحراؤں میں برف باری ہوا کرے گی۔ (3) مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار ہو گا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔[35] موجودہ دور میں قیامت کی یہ نشانی واضح ہے کہ آج کل ماں باپ سے بڑھ کر شوہر اپنی بیوی کی بات مانتا ہے اور ہر عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا خاوند صرف اُسی کی بات کو اہمیت دے۔ لوگ والدین سے علیحدہ اپنا الگ گھر بنا لیتے ہیں۔ والدین کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ اپنے احباب سے میل ملاپ اور تعلقات رکھتے ہیں، مگر والدین سے دور رہتے ہیں۔ (4) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔[36] آج کل گانے باجے کی کثرت ہمیں قُربِ قیامت کا پیغام دے رہی ہے۔ گھر گھر میں فلمی گانوں کا رواج ہے، یہاں تک کہ ہسپتال جہاں لوگ مختلف امراض میں مبتلا زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہوتے ہیں، وہاں بھی ٹی وی، کیبل نیٹ ورک کا رواج بڑھ رہا ہے۔ مریضوں کو توبہ و اِستغفار اور اوراد و وظائف کی تلقین کرنے کے بجائے انہیں فلمی گانے سننے اور فلمیں ڈرامے دیکھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ہمارے بازار، دوکانیں اور ہوٹل گانے باجوں کی نحوستوں سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانیاں نہیں تو اور کیا ہے؟ (5) زنا کی زیادتی ہوگی اور اس بے حیائی کے ساتھ زنا ہو گا کہ بڑے چھوٹے کی تمیز نہ رہے گی۔[37] موجودہ دور میں پائی جانے والی یہ قیامت کی ہولناک نشانی ہے۔ آج مسلم ممالک بھی اس آفت و بے حیائی کی زد میں ہیں۔ کہیں بے حیائی اور بدکاری عُروج پہ ہے۔ نفس

کسی کے قابو میں نہیں اور اس قدر بے لگام ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور بچیوں کو روندتا ہوا چلا جاتا ہے۔ قیامت کی کچھ نشانیاں تو ظاہر ہو چکیں ہیں، مگر ابھی کچھ نشانیاں باقی ہیں، ہمیں خوفِ خدا سے ڈر جانا چاہئے اور اللہ پاک کی نافرمانیوں سے باز آجانا چاہئے۔ اللہ پاک ہم سب کو قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ و مامون فرمائے اور بروزِ محشر شافعِ محشر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سیکنڈ: بنتِ رضوان عطاریہ (ملیر کراچی)

جس طرح دنیا میں ہر پیدا ہونے والی چیز ایک میعاد پر فنا ہوتی اور مٹتی رہتی ہے، یونہی ساری کائنات کی بھی ایک عمر و میعاد اللہ کریم کے علم میں مقرر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ ساری کائنات، زمین و آسمان، دریا، پہاڑ، جمادات، نباتات وحیوانات سب فنا ہو جائیں گے، اسی کا نام قیامت ہے، مگر جس طرح عموماً آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدت، موت کے سکرات، جاں کنی کے آثار اور نزع کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی طرح قیامِ قیامت یعنی دنیا فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔[38] ان میں سے کچھ نشانیاں موجودہ دور میں بھی پائی جاتی ہیں، جن میں سے پانچ یہ ہیں: (1) اللہ پاک کی عطا سے غیب کی باتیں بتانے والے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے (ایک علامت) یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہل کا ظہور ہو گا۔[39] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: علم سے مراد علمِ دین ہے، جہل سے مراد علمِ دین سے غفلت۔ آج یہ علامت شروع ہو چکی ہے۔ دنیاوی عُلوم بہت ترقی پر ہیں، مگر عُلومِ تفسیر، حدیث، فقہ بہت کم رہ گئے۔ مسلمانوں نے علمِ دین سیکھنا قریباً چھوڑ دیا۔ یہ سب کچھ اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔[40] (2) حدیثِ پاک میں قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ عرب کی زمین چراگاہ اور نہری ہو جائے۔[41] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ پیش گوئی تو اب دیکھنے میں آرہی ہے۔ جدہ سے مکہ معظمہ تک سبزہ باغات ہوگئے۔ عراق کے ریتیلے میدان باغوں میں تبدیل ہو چکے۔[42] (3) قیامت کی ایک نشانی زِنا کا عام ہونا بھی ہے۔[43] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زِنا کی زیادتی کے اسباب، عورتوں کی بے پردگی، لڑکوں، لڑکیوں کی مخلوط تعلیم، سینما (فلموں، ڈراموں، سوشل میڈیا وغیرہ) کی بے حیائی، گانے، ناچنے کی زیادتیاں، یہ سب آج موجود ہیں۔ ان وُجوہ سے زِنا بڑھ رہا ہے۔[44] (4) گانے باجوں کی کثرت ہونا بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔[45] یہ نشانی موجودہ دور میں بہت زیادہ پائی جارہی ہے۔ ٹی وی، سوشل میڈیا اسٹیٹس اور مختلف ذرائع سے گانے باجوں کی کثرت مسلمانوں میں بھی دیکھنے میں آرہی ہے۔ حالانکہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گانے سے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔[46] (5) قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انسان اپنے دوست و اَحباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔[47] حالانکہ دوستوں کے مقابلے میں ماں باپ کے حقوق بِلاشُبہ کہیں زیادہ ہیں اور یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے۔ دوستوں سے میل جول کے سبب والدین کی حق تلفی و دل آزاری کرنے والوں کو اپنے اس طرزِ عمل سے بچنا چاہئے۔

تھرڈ: بنتِ منظور حسین (سیالکوٹ)

قیامت برحق اور اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ بے شک وہ اپنے مقررہ وقت پر آئے گی اور ضرور آئے گی۔ جو قیامت کا اِنکار کرے یا اس میں شک کرے، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے، بُرے اعمال کی سزا و جزا دینے کے لئے ایک خاص دن مقرر فرمایا ہے، عُرفِ شرع میں اسی دن کا نام قیامت ہے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ قیامت اچانک آئے گی، لیکن قیامت آنے سے

پہلے بہت سی علامات و آثارِ قیامت کا ظہور ہو گا۔ کئی علامات گزشتہ زمانوں میں گزر چکیں، بہت سی علامتیں آئندہ زمانے میں ہوں گی اور بہت سی علاماتِ قیامت دورِ حاضر میں پائی جا رہی ہیں، جن میں سے پانچ یہ ہیں:(48)

(1) فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: عنقریب میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ پانچ سے محبت رکھیں گے اور پانچ کو بھول جائیں گے: ☆دنیا سے محبت رکھیں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔ ☆مال سے محبت رکھیں گے اور حساب کو بھول جائیں گے۔ ☆مخلوق سے محبت رکھیں گے اور خالق کو بھول جائیں گے۔ ☆محلات سے محبت رکھیں گے اور قبرستان کو بھول جائیں گے۔ (2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پروا نہ ہو گی کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا، حرام سے یا حلال سے۔ (3) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر صبر کرنے والا انگارا پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔ (4) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ زُہد روایتی اور تقویٰ بناوٹی طور پر رہ جائے گا۔ (5) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ اللہ پاک کو ان سے کچھ کام نہیں۔(49)

اے دورِ حاضر کی مسلمانو! کیا آج ایسا نہیں ہے؟ آج دنیا سے محبت عام ہے۔ حلال و حرام کی پروا کئے بغیر مال کمانے کی دُھن سوار ہے، شاید اسی وجہ سے مساجد میں بھی مَعاذَاللہ دنیاوی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ الغرض! دورِ حاضر قیامت کی نشانیوں سے لبریز ہے، ہر نیا دن نئی علامتِ قیامت اور نت نئے فتنے سے نمودار ہوتا ہے۔ یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس اُمّت کے حقیقی خیر خواہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی حیاتِ ظاہری میں جس دورِ فتن کی ہولناکیوں کے بارے میں فکر مند رہا کرتے تھے، آج انہی کی اُمّت ان فتنوں میں پڑ کر اپنے ہی ہاتھوں دین و انجامِ آخرت کو بُھلا کر باہمی محبت و شرافت اور اَحکامِ اسلام کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ اللہ پاک ہمیں فکرِ آخرت نصیب فرمائے، قبر و قیامت کے مراحل پیش آنے سے پہلے اچھے اعمال کر کے جنت کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔(50)

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

①نجات دلانے والے اعمال، ص200 ②شعب الایمان، 1/488، حدیث:796 ③شعب الایمان، 1/489، حدیث:797 ملتقطاً ④شعب الایمان، 1/479، حدیث:798 ⑤شعب الایمان، 1/490، حدیث:800 ⑥زہد لابنِ مبارک، ص235، حدیث:672 ⑦احیاء العلوم، 4/480 ⑧ترمذی، 4/174، 175، حدیث:2398 ⑨کتاب الدعاء للطبرانی، 1/429، حدیث:1457 ⑩شعب الایمان، 1/490، حدیث:800 ⑪کنز العمال، الجزء:1، 2/63، حدیث:5909 ⑫احیاء العلوم، 4/479 ⑬زہد لابنِ مبارک، ص235، حدیث:672 ⑭شعب الایمان، 1/488، حدیث:796 ⑮شعب الایمان، 1/489، حدیث:798 ⑯شعب الایمان، 1/493، حدیث:808 ⑰درۃ الناصحین، ص253 ⑱احیاء العلوم، 4/190، ماخوذاً-خوفِ خدا، ص14 - نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص200 ⑲ابن ماجہ، 4/467، حدیث:4197 ⑳ترمذی، 3/236، حدیث:1639 ㉑زہد لابنِ مبارک، ص235، حدیث:672 ㉒بخاری، 1/236، حدیث660 ㉓احیاء العلوم، 4/480 ㉔احیاء العلوم، 4/480 ㉕احیاء العلوم، 4/480 ㉖درۃ الناصحین، ص253 ㉗تفسیر روح المعانی، 18/442 ㉘البدور السافرہ، ص243، الرقم:692 ㉙آخرت کے حالات، ص330 ㉚آخرت کے حالات، ص327 ㉛آخرت کے حالات، ص336 ㉜آخرت کے حالات، ص329 ㉝شرح السنۃ، 7/442، حدیث:4159 ㉞بہارِ شریعت، حصہ1، 1/118 ㉟بہارِ شریعت، حصہ1، 1/119 ㊱بہارِ شریعت، حصہ1، 1/119 ㊲بہارِ شریعت، حصہ1، 1/117 ㊳سنی بہشتی زیور، ص47 ㊴بخاری، 3/472، حدیث:5231 ㊵مراٰۃ المناجیح، 7/254 ㊶مستدرک، 5/674، حدیث:8519 ㊷مراٰۃ المناجیح، 7/256 ㊸بہارِ شریعت، حصہ1، 1/117 ㊹مراٰۃ المناجیح، 7/254 ㊺بہارِ شریعت، حصہ1، 1/119 ㊻کنز العمال، الجزء:15، 8/95، رقم:40655 ㊼بہارِ شریعت، حصہ1، 1/119 ㊽منتخب حدیثیں، ص63 ملخصاً ㊾ایک زمانہ ایسا آئے گا، ص3 تا 36 ماخوذاً ㊿ایک زمانہ ایسا آئے گا، ص4 ماخوذاً

JAUNDICE
یرقان

یرقان کا مطلب ہے جلد اور جسم کے ریشوں اور مائعات کا زرد ہو جانا، اسے پیلیا بھی کہتے ہیں یہ زرد رنگ جلد اور آنکھوں کے سفید حصّے میں زیادہ نظر آتا ہے، اس کا سبب جسم میں اور خون میں بلیروبن (Bilirubin) کی مقدار کا بڑھ جانا ہے۔

نوزائیدہ بچّوں میں یرقان (Neonatal jaundice):

بچّے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کے جسم میں سرخ خون کے خُلیوں (Red blood cells) کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے اور پیدا ہونے کے بعد انہیں آکسیجن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے خون کے ان سُرخ خلیوں (جن کے اندر ہیموگلوبن Hamoglobin موجود ہے) کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں پڑتی، جتنی انہیں ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے، اب یہ زائد سُرخ خلیے ٹوٹتے ہیں اور پھر ان کے اندر موجود ہیموگلوبن خارج ہو کر بلیروبن میں تبدیل ہوتی ہے اور پھر اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے، یہ عمل زیادہ تر جگر (Liver) کے اندر ہوتا ہے، زندگی کے پہلے چند دنوں میں نومولود (Newborn) بچّے کو یرقان ہوتا ہے، یہ نقصان دہ بھی نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی کچھ وجوہات ہیں، جن کی وجہ سے Bilirubin کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور بچّوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا اور ٹیسٹ کرانا لازمی ہو جاتا ہے۔

ایسی صورت میں ممکنہ علاج جو گھر پر کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے، بچے کو ماں کا دودھ پلانا چاہئے جتنا زیادہ ممکن ہو، یرقان کے باعث بچے کی جلد اور آنکھوں کی رنگت زرد ہو جاتی ہے، اس سے بچّہ غنودگی میں رہتا ہے، کبھی کبھی شدید یرقان میں مبتلا بچّوں کو ایک کیفیت رونما ہوتی ہے، جسے کیرنیکٹرس (Kernicterus) کہتے ہیں، ایسے بچّے کے دماغ اور سماعت (Hearing) کو نقصان ہو سکتا ہے، یہ ہوتا بہت کم بچّوں میں ہے، لیکن ایسے بچّوں کو فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہئے، ڈاکٹر بچہ کا معائنہ کرتا ہے اور جسم میں بلیروبن کی مقدار چیک کرنے کے لئے ایک سادہ سا خون کا ٹیسٹ

سلسلہ: مدنی کلینک | ڈاکٹر اُمّ ِسارب عطّاریہ

(Liver function test) کرواتا ہے، ٹیسٹ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے ڈاکٹر علاج تجویز کرتا ہے۔

فوٹو تھراپی / روشنی سے طریقہ علاج (Phototherapy):

بچّے کے کپڑے اُتار کر اس کی آنکھوں کو ڈھانپ کر اسے ایک مخصوص روشنی کے سامنے لایا جاتا ہے، بچّے کی جلد اور خون یہ شعاعیں

جذب کرتے ہیں، ان شعاعوں سے بلیروبن ایک ایسی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، جو کہ پانی میں حل ہو سکتی ہے اور پھر بچہ کا جسم اس سے پیشاب یا پاخانہ کے ذریعہ نجات حاصل کر لیتا ہے۔

یہ طریقۂ علاج گھر پر سورج کی روشنی کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے، جب یرقان کم ہو، سورج کی پہلی کرنیں یعنی جیسے ہی سورج طلوع ہو تو بیس منٹ تک اور پھر غروب ہونے سے بھی بیس منٹ پہلے تک سورج کی شعاعیں بچّے کے جسم کو لگنے سے بھی یرقان میں کمی آجاتی ہے۔

چند ضروری باتیں:

(1) پیدائش کے ابتدائی ایام میں بچّے کو تھوڑی تھوڑی دیر میں ماں کا دودھ پلانا چاہئے، اس سے شدید نوعیت کے یرقان کے خطرے کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(2) اگر بچہ بہت زیادہ سُست یا ڈھیلا نظر آ رہا ہے، بچّہ دودھ ٹھیک طرح سے نہیں پی رہا یا اس میں پانی کی کمی کے آثار نظر آ رہے

ہیں، بچّہ قے کر رہا ہے یا پھر اس کو بخار ہے تو بچّے کے ڈاکٹر سے فوری رابطہ کریں۔

(3) اگر علاج کے بعد ڈاکٹر دوبارہ اسپتال میں آنے کا کہیں، تاکہ بچے کا بلیروبن دوبارہ چیک کیا جاسکے تو بے حد احتیاط سے ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کریں۔

ہیپاٹائٹس (Hepatitis):

جگر کی سوجن کو ہیپاٹائٹس کہتے ہیں، جگر جسم کا وہ حصہ ہے جو خوراک کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے، ہیپاٹائٹس جگر کے کام کرنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے، یہ فاضل مادہ اور ٹاکسن (Toxins) کا جسم سے اخراج کراتا ہے اور جسم میں ضروری اجزا (Necessary nutrients) کو خون میں جذب بھی کرتا ہے اور طاقت اور توانائی بھی پیدا کرتا ہے، اگر جگر میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے تو بھی پیلیا/ یرقان ظاہر ہوتا ہے۔

زیادہ تر بچّوں میں ہیپاٹائٹس وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے، جس کی مختلف اقسام ہیں، لیکن بچوں میں بہت زیادہ عام قسم ہیپاٹائٹس A ہے، چھوٹے بچوں میں جو علامات ظاہر ہو سکتی ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) زکام جیسی علامات یعنی سر درد، بخار (2) شدید تھکاوٹ (3) اُلٹیاں (4) معدے کی خرابی (5) بھوک نہ لگنا (6) گہرا پیشاب (7) خارش (8) جلد اور آنکھوں کا پیلا ہو جانا (9) پسلیوں کے نیچے جگر کی طرف یعنی سیدھی طرف درد اور پٹھوں میں درد۔

بڑے بچّوں میں یہ جراثیم بہت معمولی ہوتے ہیں اور اکثر یہ علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔

وجوہات (Causes):

ہیپاٹائٹس A زیادہ تر ایسے کھانے یا پانی سے پھیلتا ہے، جس میں فُضلاتی مادہ شامل ہو، اس میں دودھ، کچی سبزیاں اور بغیر دھوئے پھل بھی شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ڈائپر تبدیل کرنے، واش کروانے کے بعد ہاتھوں کو صابن سے نہ دھونا اور ان ہی ہاتھوں سے کھانے کی چیزیں پکڑ کر بچّوں کو کھلانا، گندے پانی کی مچھلیاں کھانے سے بھی یہ جراثیم پھیلتا ہے اور یہ جسم میں داخل ہو کر جگر پر حملہ کرتا ہے۔

ہیپاٹائٹس A کا علاج:

بچّے کی گھر پر اچھی دیکھ بھال کریں، ہیپاٹائٹس A کی کوئی ادویات نہیں، اگر آپ کا بچّہ کمزور اور تھکاوٹ کا مارا ہے، تو اسے بستر پر ہی رہنے دیں اور آرام کرنے دیں، پانی کی کمی سے بچّے کو بچانے کے لئے ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے پانی پلائیں، اگر بچّہ اُلٹیاں کر رہا ہے تو اُلٹی کی دوائی ڈاکٹر کے مشورے سے دیں، جسم کا مدافعتی نظام (Immune system) وائرس کو خود ہی ختم کر دے گا، زیادہ تر بچّے ایک سے دو ہفتے میں ٹھیک ہو جاتے ہیں اور ہیپاٹائٹس A سے جگر کو زیادہ نقصان نہیں ہوتا، جبکہ B اور C زہریلے ہیپاٹائٹس ہیں، جو جگر کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کا علاج کافی لمبا عرصہ کرنا ہوتا ہے۔

خوراک اور حفاظتی ٹیکوں کی مدد سے بچاؤ (Preventing by diet/ vaccination):

ہیپاٹائٹس A اور B سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے موجود ہیں، خاندان کے سب افراد کو ٹیکہ لگوانا چاہئے، ہاتھ صابن سے اچھی طرح سے دھوئیں، کھانے کے برتنوں کو بھی اچھی طرح دھوئیں، اس سے وائرس کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

اہم نکات (Important points):

(1) ہیپاٹائٹس جگر کو صحیح طریقے سے کام کرنے سے روکتا ہے (2) ہیپاٹائٹس A بچّوں میں ہونے والی ایک عام قسم ہے اور زیادہ تر تھوڑی سی کمزوری اور تھکاوٹ کے بعد مریض خود ہی دو ہفتوں میں صحیح ہو جاتا ہے (3) ڈاکٹر کے مشورے سے اپنے بچے کا علاج کرائیں، زیادہ تر بچّے بغیر کسی تاخیر یا نقصان کے صحتیاب ہو جاتے ہیں (4) حفاظتی ٹیکہ، صفائی، صاف پانی اور صحیح ادویات کے استعمال سے آپ اپنے خاندان کو ہیپاٹائٹس A اور B سے بچاسکتے ہیں۔

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

کراچی بن قاسم زون کابینہ بن قاسم شاہ لطیف میں جامعۃ المدینہ گرلز ”فیضانِ صحابیات“ کا افتتاح

افتتاحی تقریب میں صاحبزادی عطار کی خصوصی شرکت

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام گزشتہ دنوں کراچی بن قاسم زون بن قاسم کابینہ شاہ لطیف میں جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ صحابیات کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں زون نگران، کابینہ نگران، پاکستان مدرسۃ المدینہ نگران، ریجن نگران، جامعۃ المدینہ اور مدرسۃ المدینہ کی معلمات سمیت کم و بیش 200 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قراٰنِ پاک اور نعتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ہوا۔ اس کے بعد صاحبزادی عطار سلمھا الغفار نے اسلامی بہنوں کی تربیت فرمائی۔ انہوں نے مبارکباد دیتے ہوئے اسلامی بہنوں کو فیضانِ شریعت کورس میں داخلہ لینے کی دعوت دی اور درست مخارج کے ساتھ قراٰنِ پاک پڑھنے کا ذہن دیتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے مدرسۃ المدینہ میں داخلہ لینے کا ذہن دیا۔ ریجن نگران اسلامی بہن نے ”ماں“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کرتے ہوئے ماؤں کی ذہن سازی کی کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت اسلامی طرزِ زندگی پر کریں۔ تقریب میں شریک اسلامی بہنوں نے فیضانِ نماز کورس کرنے، مدرسۃ المدینہ اور جامعۃ المدینہ میں داخلہ لینے کی نیتوں کا اظہار کیا۔

ماہ اکتوبر 2021ء میں دعوتِ اسلامی کی جانب سے اسلامی بہنوں کی پونے آٹھ ہزار محافل منعقد ہوئیں

مبلغاتِ دعوتِ اسلامی نے محافل میں بیانات کئے

دعوتِ اسلامی کے شعبہ محفلِ نعت کے تحت پاکستان میں ماہ اکتوبر 2021ء میں ”13 ہزار 758“ محافلِ نعت منعقد ہوئیں جن میں مبلغاتِ دعوتِ اسلامی نے خصوصی بیانات کئے۔ ان محافل میں ہزاروں اسلامی بہنوں نے شرکت کی جنہیں دینی کاموں میں حصہ لینے اور ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں آنے کی دعوت دی گئی۔ دعوت کی برکت سے ”ایک ہزار 489“ اسلامی بہنوں نے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی۔ ”ایک ہزار 470“ اسلامی بہنوں نے اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ میں داخلہ لیا اور ”4 لاکھ، 44 ہزار، 793“ رسائل تقسیم کئے گئے۔ شعبہ محفلِ نعت کے تحت الحمدُ للہ پاکستان کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف ممالک (عرب شریف، کویت، عمان، بحرین، سڈنی، انڈونیشیا، سری لنکا، بنگلہ دیش، ہند، ایران، ساؤتھ افریقہ، کینیا، تنزانیہ، یوکے، ڈنمارک، اٹلی، اسپین، فرانس، ناروے، بیلجیئم، یوبہ سٹی وغیرہ) میں مکمل پردے کے اہتمام کے ساتھ محافلِ نعت منعقد کی جاتی ہے۔

حافظ آباد زون میں 42 مقامات پر کورس بنام شمائلِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انعقاد

تقریباً تین ہزار اسلامی بہنوں کی کورس میں شرکت

دعوتِ اسلامی کے تحت 2 اکتوبر 2021ء کو حافظ آباد زون میں 42 مقامات پر کورس بنام شمائلِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا انعقاد ہوا جن میں 2 ہزار 950 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ کورس میں شریک اسلامی بہنوں کو پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت و اخلاق کے بارے میں آگاہی فراہم کی گئی اور مکتبۃ المدینہ کی بالخصوص وہ کتابیں جن کا تعلق پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت سے ہے ان کا مطالعہ کرنے کا ذہن دیا گیا جس پر 412 اسلامی بہنوں نے کتاب ”دلائل الخیرات“ پڑھنے اور 454 اسلامی بہنوں نے ”سیرتِ رسولِ عربی“ پڑھنے کا ہدف لیا۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے آفیشل نیوز ویب سائٹ ”دعوتِ اسلامی کے شب و روز“

Link: news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے اکتوبر 2021 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام	اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں	2856	5320	8176
روزانہ گھر درس دینے والیاں	29599	73280	102879
مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں)	2988	89381	92369
مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں) میں پڑھنے والیاں	21769	4366	26135
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	3519	51649	55168
شرکائے اجتماع	95689	9223	104912
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں	25687	291883	317570
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)	11551	21388	32939
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں	110368	530466	640834
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل	30364	58188	88552

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے مارچ 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 دسمبر 2021ء

1. قرآنِ کریم سے 10 اسمائے مصطفےٰ
2. نمازِ ظہر پر 5 فرامینِ مصطفےٰ
3. ماہنامہ فیضانِ مدینہ پر ایک تجزیہ

مزید تفصیلات کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

گھریلو زندگی خوشگوار بنائیے

از: امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

شوہر کے لئے مدنی پھول

- بیوی سے حکمتِ عملی اور میانہ روی کے ساتھ نرمی والا برتاؤ رکھئے
- خدانخواستہ کسی بھی قسم کی حق تلفی ہونے کی صورت میں بیوی سے معذرت کر لیجئے
- کھانے میں نمک کم یا زیادہ ہونے، کپڑوں کی استری برابر نہ ہونے وغیرہ کی صورت میں طیش میں آنے کی بجائے نرمی سے سمجھانا مفید بلکہ محبت میں زیادتی کا باعث ہوگا
- اپنی ضرورت کے کام حتی الامکان خود ہی کر لیجئے، ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے حکم چلاتے رہنا گھر کے امن کو متأثر کرتا ہے
- خدانخواستہ ماں اور بیوی میں اختلاف ہو جانے پر انصاف کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیجئے، ایسی صورت میں ماں کو جھاڑنے یا بیوی کو مارنے کی بجائے صرف نرمی سے کام لیجئے۔

بیوی کے لئے مدنی پھول

- شوہر کا ہر وہ حکم جو شریعت کے مطابق ہو ضرور بجا لائیے
- شوہر کا کھڑے ہو کر استقبال کیجئے اور اسی طرح رخصت بھی کیجئے
- شوہر سے بے جا مطالبات کرنے سے بچئے اور ان کی اجازت کے بغیر ہرگز گھر سے باہر مت نکلئے
- ساس اور سسر سے والدین کی طرح عزت واحترام سے پیش آیئے، جبکہ نند کو اپنی بہن کا درجہ دیجئے
- ان سے بگاڑنے کی بجائے خدمت کر کے ثواب کی حق داری حاصل کیجئے
- ساس کی جھڑکیاں ماں کی ڈانٹ سمجھ کر برداشت کر لیجئے، ورنہ جوابی کارروائی کی صورت میں گھر کا امن متأثر ہونے کا امکان ہے
- سسرال کی بدسلوکی کی داستان میکے میں سنانے کی بجائے "ایک چپ 100 سکھ" کے اصول پر عمل اور دعائے خیر کیجئے
- گھر کے دیگر افراد کی موجودگی میں شوہر سے "کانا پھوسی" مت کیجئے، یوں ہی بہو کی موجودگی میں ماں اور بیٹی بھی "کانا پھوسی" سے بچیئے، اس طرح وسوسوں سے حفاظت ہوگی۔

متفرق مدنی پھول

- میاں بیوی اپنے والدین یا گھر کے دیگر افراد کی کمزوریاں اور کوتاہیاں ایک دوسرے کو بتانے سے مکمل گریز کریں
- "ہم تو بُرا کسی کا دیکھیں، سنیں نہ بولیں" اگر گھر میں یہ اصول نافذ کر لیا جائے تو مدینہ مدینہ
- والدین کا احترام ہمیشہ ہر حال میں لازم ہے
- شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ ساتھ گھر میں فیضانِ سنت کا درس جاری کر دیجئے
- "زبان کا قفلِ مدینہ" گھر کے امن کو بحال رکھنے میں بہترین معاون ہے
- گھر میں کہیں سے تعویذ برآمد ہو جائے تو بلا ثبوتِ شرعی ایک دوسرے پر الزام تراشی سے گریز کیجئے کہ یہ کام شیطان کا بھی ہو سکتا ہے
- گھر کے تمام افراد نیک اعمال پر عمل کو مضبوطی سے تھام لیں۔ (ماخوذ از مکتوباتِ عطار)

رہے شاد و آباد میرا گھرانا　　　کرم از پئے مصطفےٰ غوثِ اعظم

(وسائلِ بخشش (مرمم)، ص 553)

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net